الھدیٰ (183)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آل عمران (آیت 198-200)

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِاللّٰہِ ؕ وَمَا عِنْدَاللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ
اَھْلِ الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰہِ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ
رَبِّھِمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

’’لیکن جن لوگوں نے اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کیا اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) اُن میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) اللہ کے ہاں سے (اُن کی) مہمانی ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور اُس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اُس پر جو اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا صلہ اُن کے پروردگار کے ہاں تیار ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ مراد حاصل کرو‘‘۔

اوپر ہدایت یافتہ لوگوں کی دعا کے الفاظ ذکر ہوئے۔ ساتھ ہی اُن کی دعا کی قبولیت کا اعلان اور اُن کا حسن انجام بیان ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی سرگرمیوں اور بھاگ دوڑ سے فکر مند نہ ہوں۔ اُن کا انجام برا ہوگا۔

لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کیا اُن کے لئے ایسے باغات تیار ہیں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیش ان کے اندر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی مہمانی ہوگی۔ گویا وہ خالق دو جہان کے مہمان ہوں گے۔ نیکوکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے وہ بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ یہ مہمان نوازی تو ابتدا ہوگی‘ اس کے بعد انہیں وہ نعمتیں ملیں گی کہ نہ کانوں نے اُن کے متعلق سنا‘ نہ آنکھوں نے ایسا دیکھا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔

اور اہلِ کتاب میں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو تم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو اُن کی طرف نازل کیا گیا۔ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہے‘ وہ عاجزی کرتے ہیں اور تواضع سے کام لیتے ہیں۔ اللہ کی آیات کو حقیر قیمت پر فروخت نہیں کرتے۔ یعنی دنیاوی منافع کی خاطر اللہ کے کلام کی غلط تاویل نہیں کرتے۔ یقیناً ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے ہاں محفوظ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ حساب لینے میں دیر نہیں کرتا۔

اس سورہ کی آخری جامع آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا: صبر کرو‘ صرف یہی نہیں بلکہ اہل باطل کے مقابلہ میں زیادہ صبر و ثبات سے کام لو۔ وہ بھی تو باطل کی خاطر مشکلات جھیل رہے ہیں۔ اے اہل ایمان آج تمہیں چرکہ لگا ہے تو ایک سال پہلے وہ بھی اس طرح کے صدمے سے دوچار ہو چکے ہیں جب جنگ بدر میں اُن کے ستر آدمی مارے گئے تھے اس کے باوجود وہ ایک سال کے اندر ہمت سے کام لے کر تمہارے اوپر چڑھائی کرنے آ گئے ہیں۔ تم تو حق پرست ہو‘ تمہیں تو اُن سے بڑھ کر صبر کرنا ہے اور قربانیاں دینی ہیں۔ تبھی تم حقیقت میں اللہ کے وفادار ثابت ہو گے۔ اور مربوط رہو۔ یعنی آپس میں جڑ کر رہو‘ جماعتی نظم کو مضبوط رکھو‘ اس میں ڈھیلا پن نہ آنے دو‘ اور آخری اور اہم ترین چیز اللہ کا تقویٰ ہے‘ اسے اختیار کرو۔ خدا کا خوف‘ اس کی گرفت کا ڈر ہمہ وقت پیش نظر رکھو۔ ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے روکا گیا ہے۔ ایسا طرز عمل اپناؤ گے تو تم فلاح پاؤ گے۔ دیکھو! تم یہ سب کچھ کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔ ایسے ہی گھر بیٹھے فلاح نہیں ملتی۔

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

ایمان اور محبت رسول ﷺ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ)) (متفق علیہ)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تم میں سے کوئی شخص جب تک مجھے اپنے باپ‘ بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ بنا لے اُس وقت تک وہ مؤمن نہیں ہو سکتا‘‘۔

صرف یہ نہیں فرمایا کہ ’’رسول اللہ ﷺ سے محبت کرو‘‘ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ’’تمہیں سب سے زیادہ محبت اور پیار آنحضرت ﷺ سے ہی ہونا چاہئے‘‘ ورنہ تم مؤمن نہیں ہو۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی ہر ادا پر جان دیتا ہے اور ہر معاملہ میں اس کی پیروی میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ وہ اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اپنے محبوب سے اختلاف کرے یا اس کے کسی فرمان کو ٹھکرا دے یا اس کے کسی حکم کو نہ مانے یا اس راہ پر چلے جسے اس کا محبوب پسند نہ کرتا ہو یا اپنے محبوب کے دشمنوں سے دوستی قائم کرے۔ یا زندگی کے کسی معاملے میں آنحضرت ﷺ کے فیصلے کو مسترد کر دے یا ایسے نظام کو قائم کرنے کی کوشش کرے جس کو مٹانے کے لئے آنحضرت ﷺ تشریف لائے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاخلافت کی بنأ دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد	28 اپریل تا 4 مئی 2005ء	شمارہ
14	18 تا 24 ربیع الاول 1426ھ	15

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36- کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
چیک' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

☆☆☆

''ادارہ'' کا تمام مضمون نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

میونخ کے ورلڈ اولمپک میں پاکستان اور جرمنی کے مابین ہاکی کا میچ ہو رہا تھا۔ پاکستان فیورٹ تھا۔ پاکستانی کھلاڑیوں کے مطابق ریفری جس کا تعلق پولینڈ سے تھا اس نے ڈنڈی ماری اور پاکستان میچ ہار گیا۔ کھلاڑیوں نے اپنا احتجاج تقسیم انعامات کی تقریب میں بھی رجسٹر کرایا۔ میچ ختم ہونے کے فوراً بعد پی ٹی وی نے خصوصی خبر دی کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے حکم دیا ہے کہ پولینڈ سے سفیر واپس بلا لیا جائے۔ وزارتِ خارجہ میچ کی ویڈیو دیکھے' اگر پولینڈ کے ریفری نے پاکستان سے زیادتی کی ہے تو پولینڈ کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ بھٹو کا فیصلہ بالکل درست تھا لیکن یہ بھی کیا ہوا کہ پاکستان کا سرکاری پارلیمانی وفد یورپی یونین کی دعوت پر بلجیم پہنچے لیکن وہاں وفد کے ایک معزز رکن مولانا سمیع الحق کو گرفتار کر لیا جائے' وفد کی سرتوڑ کوشش کے باوجود انہیں رہا نہ کیا جائے' آخر وزیراعظم شوکت عزیز سے پاکستان رابطہ کیا جائے اور ان کی مداخلت پر تین گھنٹے بعد انہیں بڑی مشکل سے رہائی نصیب ہو۔ پھر بھی وزارتِ خارجہ پکار پکار کر کہے کہ اس افسوس ناک واقعہ کے باوجود ہمارے تعلقات یورپی یونین سے بالکل متاثر نہیں ہوں گے۔ اس پر ہی بس نہیں بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا جائے کہ 27 اپریل کو (واقعہ کے صرف پانچ دن بعد) وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری طے شدہ پروگرام کے مطابق برسلز جائیں گے اور یورپی یونین کے ترجمان سے وزارتی سطح پر بات چیت معمول کے مطابق کریں گے۔ یہ تو ذلت کو خوشدلی سے قبول کرنے والی بات ہے۔

اس حادثہ' واقعہ یا ڈرامہ کے تین فریق ہیں (i) حکومت پاکستان (ii) یورپی یونین (iii) مولانا سمیع الحق۔ ہماری رائے میں کمی بیشی کا معاملہ تو ہو سکتا ہے لیکن تینوں کسی نہ کسی درجے میں قصوروار ہیں۔ حکومت پاکستان کا تو دعویٰ تھا کہ پاکستان کی بنیادوں میں روشن خیالی کی بھرتی کر کے وہ مغربی تہذیب سے آراستہ پیراستہ جو معاشرہ وجود میں لا رہی ہے' سارا یورپ اس سے جھوم اٹھا ہے۔ پاکستان کا امیج تو اب ہمالیہ کی چوٹی سر کرنے کو ہے۔ پھر یہ کہ کشکول توڑ کر ہم نے معاشی ترقی کی جو چوکڑیاں بھری ہیں ایک عالم اس پر عش عش کر رہا ہے۔ لیکن بلجیم کے ہوائی اڈے پر یورپ نے پاکستان کے سرکاری وفد کو جس بری طرح ذلیل کیا ہے وہ درحقیقت ہماری اس روشن خیالی کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ تھا جس کی چٹاخ سے دور دور تک فضا گونج اٹھی۔ علاوہ ازیں وزارتِ خارجہ کی نااہلی کا اندازہ کریں کہ وہ یورپ اور امریکہ کے حالات اور وہاں کی حکومتوں کے طرزِ فکر سے کس قدر نابلد ثابت ہوئی ہے۔ بش حکومت بڑی کامیابی سے یورپ میں مسلمان علماء کے خلاف ایسا پروپیگنڈا کر رہی ہے جیسے وہ کوئی ڈریکولا جیسی مخلوق ہیں۔ اُن کے مطابق یہ سب دہشت گرد ہیں۔ ایسی فضا میں ایک ایسے عالم دین کو جو صوبہ سرحد جیسے حساس صوبہ میں جو افغانستان کے پڑوس میں ہے اور ایک دارالعلوم کے سربراہ ہیں انہیں یورپ کے لئے کلیئر کر دینا انتہا درجہ کی نااہلی ہے۔ جہاں تک اہل یورپ کے رویئے کا تعلق ہے علامہ اقبال برسوں پہلے کہہ چکے ہیں۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

مغرب بڑا اصول پسند ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اُس کا پہلا اور اہم ترین اصول یہ ہے کہ اپنے ملک' قوم اور مذہب کے لئے ہر قسم کی بے اصولی جائز ہے۔ انسانی حقوق کے حوالہ سے دیکھیں یا جمہوری روایات کے حوالہ سے ایک ایسے سرکاری وفد کے رکن کو حراست میں لینا جسے باقاعدہ دعوت دے کر بلایا گیا ہو کون سی جمہوریت پسندی ہے۔ دوسروں کو انسانی حقوق' جمہوریت اور آزادی کا درس دینے والوں کے پاس شاید اپنے گریبان میں جھانکنے کا وقت نہیں ہے۔ ہمارے حکمران ذرا سوچیں کہ جس تہذیب کے نام لیوا آج تک کالا اور گورا ہونے کے حوالہ سے انسانوں میں فرق کو ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں وہاں سے کون سی روشن خیالی ہم درآمد کریں گے۔ ان لوگوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو سیاہ سے زیادہ سیاہ اور تاریکی سے زیادہ تاریک تہذیب سے روشن خیالی برآمد کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے مولانا سمیع الحق کو بھی سوچنا چاہئے کہ ان سے ہونے والے ذلت آمیز سلوک کو حکومت نے انتا لائٹ کیوں لیا ہے۔

ہم مولانا کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کریں گے کہ وہ بھی اپنے رویئے اور طرزِ عمل پر نظرثانی کریں۔ ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے کہ ایک طرف مولانا وقت کی حکومت کے خلاف بننے والے ہر محاذ کی سربراہی کرتے نظر آتے تھے لیکن دوسری طرف وہ حکومت کی آنکھ کا تارا بھی ہوتے تھے۔ آئی ایس آئی اور جی ایچ کیو والوں نے تو جیسے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی۔ صحافتی حلقوں میں یہ بات ایک ''مسلم حقیقت'' کے طور پر عام ہے کہ ان کے مامورین ہی ان کے سر پر حکومت مخالف محاذ

(باقی صفحہ 18 پر)

گوشۂ اقبال

خدا بندے سے خود پوچھے

سید قاسم محمود

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے کہ میں اِس فکر میں رہتا ہوں، میری انتہا کیا ہے!
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے؟
مقامِ گفتگو کیا ہے، اگر میں کیمیا گر ہوں! یہی سوزِ نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے!
نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اِس میں نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے، وہ چشمِ سرمہ سا کیا ہے!
اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی اِس زمانے میں تو اقبال اُس کو سمجھاتا، مقامِ کبریا کیا ہے!
نوائے صبح گاہی نے جگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے، وہ خطا کیا ہے؟

(1) اس حقیقت سے تو ہر شخص آگاہ ہے، دانش وروں سے کیا پوچھنا، کہ انسان کی ابتداء کیا ہے اور وہ کس طرح سے تخلیق کیا گیا۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کیوں تخلیق کیا گیا، اور پیدائش سے موت تک کا جو سفر ہے، اُس کا مقصد کیا ہے۔ زندگی کا نصب العین کیا ہے؟ اسی سوال کا صحیح جواب اُس کی زندگی میں وہ انقلاب پیدا کر سکتا ہے، جو فکر و عمل کی راستی کے لیے لازم ہے اور انسان کی زندگی کو واقعی بامقصد، بامعنی اور بیش قیمت بنا سکتا ہے۔

(2) یہ شعر اقبال کے اُن اشعار میں سے ہے جن کو ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ وہ کہنا یہ چاہتے کہ خودی کو ترقی دیتے دیتے اتنی بلندی پر پہنچا دے کہ خدائے رحیم و کریم، کسی معاملے کا اندازہ مقرر کرنے سے پہلے، تجھ سے پوچھے، بتا کیا چاہتا ہے؟ مولانا غلام رسول مہر نے اس شعر کی تشریح میں اسی مفہوم کی حدیث نبوی ﷺ کا حوالہ دیا ہے، جس کے متعلقہ حصے کا ترجمہ یہ ہے:

"میرا بندہ برابر نوافل سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اُس کا وہ کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پاؤں، جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو ضرور اُسے دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں، اور مجھے کسی بات میں، جسے میں کرنے والا ہوں، اتنا تردد نہیں ہوتا، جتنا مؤمن کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور اس میں اس کی ناخوشی پسند نہیں کرتا"۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق)

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدا بندے کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ بن جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو خدا کی رضا میں گم کر دیتا ہے۔ لہٰذا خدا اُس کے تمام اعمال کو عزت کے لیے اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے اور یہ ایک اسلوبِ بیان ہے، خدا کی انتہائی محبت اور رحمت کے اظہار کا۔

اقبال کہتے ہیں کہ انسان اگر اپنی خودی کو خدا کی رضا میں گم کر دے تو یقیناً اُس کے فیصلے اِس دنیا میں نظر بظاہر خدا کے فیصلے سمجھے جائیں گے، کیونکہ جو فیصلے خدا کی رضا کے مطابق ہوں، انہیں ہر شخص بے تامل خدائی فیصلے بتائے گا، اگرچہ وہ بندۂ خدا کے ہاتھ سے نافذ ہوں۔

(3) اگر میں کیمیا گر ہوں اور میرے کلام میں تاثیر ہے تو اس پر نکتہ چینی اور بحث مباحثے کی ضرورت نہیں، لیکن میرے پاس جو کیمیا ہے، وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ خدا نے مجھے سوزِ نفس عطا کیا ہے، یعنی میری باتوں میں درد ہے، گداز ہے، خلوص ہے۔ اپنے لوگوں اور اپنی قوم کو سیدھی راہ پر لگانے کی تڑپ ہے۔ بس اِنہی اوصاف اور نعمتوں کی بدولت میرے کلام میں وہ تاثیر اور کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ تانبے کو سونا بنا سکتا ہے۔

(4) جب میں نے اپنے محبوب کی خوبصورت آنکھوں کی گہرائیوں میں جھانکنے کی کوشش کی تو مجھے حقیقی صورتِ حال کے بارے میں کسی حد تک اندازہ ہوا، اور میں اسی قدر جان سکا کہ اُس کے دل میں میری قدر و قیمت کیا ہے؟ مراد یہ ہے کہ عشقِ حقیقی میں محب اور محبوب کے وجود کا ہر جز اُن کے جذبوں کا آئینہ دار ہوتا ہے اور معمولی سی کوشش سے اس امر کا اندازہ کرنے میں دشواری نہیں ہوتی کہ محبوب کے دل میں کیا ہے، اُس کی سوچ کیا ہے۔

(5) اگر وہ فرنگی مجذوب یعنی نطشے میرے زمانے میں ہوتا تو میں اُسے بتاتا کہ کبریائی کا مقام کیا ہے۔ اقبال نے خود لکھا ہے کہ نطشے اپنے وارداتِ قلبی کا صحیح اندازہ نہ کر سکا اور اُس کے فلسفیانہ افکار نے اُسے گمراہ کر دیا۔ اقبال نے اپنے کلام میں نطشے کا ذکر کئی جگہ کیا ہے۔

(6) جب میں صبح کے وقت بیدار ہوتا اور اپنے معاشرے کی صورتِ حال پر غور کرتا ہوں، تو مسلمانانِ عالم کی پستی اور زوال کے بارے میں گہری فکر میں ڈوب جاتا ہوں۔ دل خون ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اپنے ربّ سے پوچھتا ہوں، جس خطا کی یہ سزا مل رہی ہے، وہ کیا ہے؟ اقبال نے اِس شعر میں اپنے احساس و اخلاص کی شدت کا اظہار کیا ہے۔ جس چیز کو انہوں نے خطا قرار دیا ہے، وہ درحقیقت انسانیت کا جوہر ہے، یعنی فطرت کا صحیح اور سلیم ہونا، جو دوسروں کی تکلیف اور پریشانی کو نہیں دیکھ سکتی، اور سب کا غم محسوس کرتی ہے۔

یوم الجمعہ کی اہمیت اور فریضہ شہادت علی الناس کی ادائیگی

بحوالہ سورۂ قٓ......(7)

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 15 اپریل 2005ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہم سورۂ ق کے بالکل آخری حصے میں ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ میں کل 45 آیات ہیں' جن میں سے 40 آیات کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ آگے بڑھنے سے قبل آیت نمبر 38 کے حوالے سے چند نکات مزید پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ ''ہم نے ہی پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو' چھ دنوں میں''۔ ﴿وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ o﴾ (38) ''اور ہمیں کوئی تھکاوٹ (کوئی تھکن) لاحق نہیں ہوئی''۔ اصل میں یہ عیسائیوں کے ایک غلط تصور کی نفی ہے۔ ان کے ہاں تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اس لئے کہ انجیل میں یہی بات آئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے اپنے پاس سے یہ تصور شامل کر لیا ہے کہ چھ دن مسلسل کام کرنے سے اللہ تعالیٰ کو آرام کی ضرورت ہوئی تو ساتویں دن آرام کیا۔ یہ WeekEnd (ہفتہ وار تعطیل) کا تصور انہوں نے یہاں سے لیا ہے کہ چھ دن کام کرو' ساتویں دن آرام کرو' اگرچہ کچھ اور ضروریات کے تحت آج کل مغرب میں ویک اینڈ ایک دن کے بجائے دو دن کا ہے۔ تاہم اس سے قطع نظر انہوں نے اس کو ایک مذہبی تقدس کا درجہ دے دیا کہ گویا یہ اللہ کی سنت ہے جس پر وہ عمل کر رہے ہیں (معاذ اللہ)۔ یہاں اس کی پُرزور تردید کی گئی کہ اُسے قطعاً کوئی تھکاوٹ لاحق نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی حیات کو اپنی حیات پر قیاس نہ کرو۔ ﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ ''اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند کا وہاں کوئی تصور ہے''۔ ﴿وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾ زمین و آسمان' کل کائنات کی مسلسل حفاظت اور نگرانی سے بھی اس پر تھکاوٹ لاحق نہیں ہوتی۔

بہرحال اس حوالے سے یہ بھی جان لیجئے کہ ہمارے دین میں ویک اینڈ (ہفتہ وار تعطیل) کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ عیسائیوں کا تحریف شدہ تصور ہے۔ اسی طرح یہود کے ہاں جو یوم سبت ہے وہ ہرگز آرام کرنے یا تھکاوٹ اتارنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ دن صرف اللہ کی یاد اور بندگی کے لئے تھا۔ یوم سبت کو یہودی اگر کوئی کاروبار دنیاوی کرے گا تو وہ حرام شمار ہوگا۔ چاہے وہ کام اپنی جگہ جائز اور حلال ہو' یہ بڑی سخت پابندی تھی۔ بہرحال اس امت کے لئے وہ پابندی گھٹا دی۔ اس امت کے لئے یوم الجمعہ ہے۔ قرآن مجید سے بعض اشارات ملتے ہیں اور بعض روایات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہود کے لئے بھی اصلاً جمعہ کا دن ہی اللہ کی عبادت کے لئے طے ہوا تھا لیکن انہوں نے حیل و حجت کر کے جمعہ کی بجائے سبت (ہفتہ کے دن) کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے سبت ہی کو ان کے لئے طے کر دیا۔ اس طرح وہ فضیلت والے دن جمعہ سے محروم ہو گئے۔ بہرحال اس امت کے لئے فضیلت والا دن جمعہ ہے۔ تاہم اس امت کو جہاں اور بہت سے معاملات میں رعایت دی گئی' انہیں میں ایک یہ بھی ہے جمعہ کے پورے دن کی بجائے اذانِ جمعہ سے نمازِ جمعہ کے اختتام تک چند ساعتیں اللہ کے ذکر کے لئے مخصوص کر دیں۔ اس میں فرض کی دو رکعتیں ہیں اور اصل شے جس نے اس کو جمعہ بنایا ہے وہ خطبہ جمعہ ہے جس کا مقصد تعلیم قرآن کے ذریعے وعظ و نصیحت ہے۔ چنانچہ اذان جمعہ سے اختتام نماز تک کاروبار دنیوی اسی طرح حرام ہے۔ جیسے یہود کے لئے سبت کے دن حرام کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ جمعہ میں فرمایا گیا ہے: ''جمعہ کے دن جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو''۔ یعنی نماز جمعہ کے بعد معاشی بھاگ دوڑ میں حصہ لے سکتے ہو۔ یعنی یہ جمعہ ہمارے دین کی تعلیمات کے مطابق کوئی آرام کا دن نہیں ہے۔ ہمارے دین میں ویک اینڈ کا ایسا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ ہم کسی تمدنی ضرورت کے تحت کوئی تعطیل کر لیں تو یہ منع نہیں ہے۔ لیکن اس کو دین و مذہب اور آسمانی ہدایت کے ساتھ جوڑنا غلط ہوگا۔ جیسا کہ عیسائیوں نے اس کو جوڑا ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ صد فی صد درست ہے کہ اگر مسلمان کوئی ہفتہ وار تعطیل کرنا چاہیں تو جمعہ کا دن ہی سب سے زیادہ مناسب ہے' تاکہ وہ جمعہ کا حق ادا کر سکیں۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ یہ تصور بھی درست نہ ہوگا کہ ہفتہ میں صرف ایک دن عبادت کی جائے اور ہفتے کے باقی دن صرف اور صرف تلاشِ معاش اور دیگر مصروفیات کے لئے ہیں۔ ہمارے دین میں یہ ہے کہ دنیاوی مصروفیات اور روزگار کے لئے بھاگ دوڑ اپنی جگہ لیکن ہر روز' دن میں پانچ وقت نماز کے لئے نکل کر آؤ اور نماز کے ذریعے اپنے ایمانیات کو تازہ کرو' بلکہ حکم ہے کہ روزانہ اللہ کی یاد کے لئے نماز کے علاوہ بھی وقت نکالا جائے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (نساء: 103) یعنی جب نماز پڑھ چکو' (فرض نماز ادا کر چکو' اس کے بعد بھی اللہ کو بھولنا نہیں ہے) کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے' لیٹے ہوئے بھی تمہاری زبان اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہئے۔ اللہ کی یاد سے مقصود کیا ہے؟ اللہ یاد رہے گا تو ہر معاملے میں یہ بات بھی یاد رہے گی کہ مجھے اللہ کا حکم ماننا ہے' رسولؐ کے اسوہ پر چلنا ہے۔ جب اللہ بھول جائے تو یہ بات بھی ذہن سے نکل جاتی ہے۔ بہرحال ہر روز پانچ دفعہ نماز میں ایمانیات اور عہد بندگی کو تازہ کرو۔ نماز سے فارغ ہو کر بھی اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ یہ سب کچھ روزانہ کرنے کے بعد ہر ساتویں دن خطبہ و نماز جمعہ کے لئے اضافی طور پر وقت نکال کر بیٹھو تاکہ قرآن مجید کے ذریعے سے کی جانے والی تذکیر سے تم فائدہ اٹھا سکو۔ اس تذکیر کے نتیجے میں ایمان و تقویٰ کی آبیاری ہوگی۔ اس ایمانی قوت کے ذریعے اب پورے ہفتے زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر چل سکو گے' یہ مطلوب ہے۔ یہ نہیں ہے کہ چھ دن جو مرضی کرو' ساتویں دن آ کر جمعہ پڑھ لو۔ اگر دین کے بتائے ہوئے اس طریقے سے تم زندگی گزارو گے تو تمہارا کاروبار بھی عبادت ہے' تمہارا اپنے بچوں کو گھر میں وقت دینا بھی عبادت ہے۔ لیکن اگر اس طریقے پر عمل نہ کیا اور حلال و حرام کی تمیز اٹھا دی تو پھر نہ تمہاری دعائیں قبول' نہ نماز قبول ہے' نہ حج قبول ہے' نہ عمرہ۔ کیونکہ مطلوب یہ ہے: ﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرۃ: 208) ''دین میں آؤ' تو پورے''۔ یہ ہے اصل

میں دین کا رخ اور مزاج نیز اسلام میں ویک اینڈ کا کوئی تصور نہیں ہے۔

آگے فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ﴾ ''اے نبیؐ! جو کچھ یہ کہتے ہیں کہنے دیجئے۔ آپ صبر' تحمل' برداشت اور استقامت کا مظاہرہ کیجیے''۔ یہ اصل میں مقام دعوت کے تقاضے ہیں۔ یعنی جب آپ دعوت کے مرحلے میں ہیں' لوگوں کو اللہ کی طرف' اللہ کے دین کی طرف بلا رہے ہیں تو صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اقامت دین کا مرحلہ تو اس وقت آئے گا جب ایسی ایک مضبوط جماعت تیار ہو جائے جو باطل نظام کو چیلنج کر سکے۔ اس سے پہلے نہ صرف یہ کہ ہر بات سن کر خاموش رہو یا اگر جواب دینا بھی ہے تو کیسے؟ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ ''دفاع کرو اس طور سے جو بہتر ہو''۔ کوئی گالی دے تو اس کے جواب میں دعا دو' پتھر مارے تو اسے پھول پیش کرو۔ یہ مقام دعوت کا تقاضا ہے۔ لہٰذا فرمایا گیا: ﴿فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ﴾ اے نبی ان کی باتوں سے دلبرداشتہ ہو کر اپنا مشن نہیں چھوڑنا بلکہ اس کام کو استقامت اور ثابت قدمی کے ساتھ جاری رکھنا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ٥ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٥﴾(40'39) یہاں مختلف اوقات میں تسبیح وتحمید کے ذریعے دراصل پانچ نمازوں کا ذکر ہے۔ گویا پہلے صبر کا ذکر ہوا اور اب نماز کا ذکر ہے یعنی یہ وہی تعلیم ہے کہ ﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ:45) اقامت دین کے ان مراحل میں آپ صبر اور نماز سے مدد حاصل کیجیے۔ صبر اور نماز کا آپس میں رشتہ کیا ہے۔ صبر کے لئے جو تحمل اور برداشت درکار ہے اس کے لیے ایک بڑی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ''پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے اوپر قابو پا سکے''۔ یہ اپنے اوپر قابو پانے کی قوت نماز سے' اللہ کے ذکر' اللہ کی یاد سے حاصل ہوگی اور نماز جامع ترین ذکر ہے۔ اس میں قولی ذکر کے ساتھ ہیئت بھی ہے' آپ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں' اللہ کے ساتھ سورۂ فاتحہ کی شکل میں مناجات بھی ہے' نماز میں ہر طرح کی تسبیحات ہیں' اس کے ذریعے آپ کے اندر وہ قوت پیدا ہوگی کہ آپ اپنے غصے پر قابو پا سکیں۔ کسی نے گالی دی ہے تو فوراً دل کرتا ہے کہ اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا جائے یا جواباً گالی دینے کو جی چاہتا ہے' ایسے موقع پر اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے جو مدد اور قوت چاہیے' وہ نماز سے ملے گی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مدد کس معاملے میں حاصل کرنی ہے۔ وہ معاملہ دراصل یہ ہے کہ اللہ نے یہ امت تشکیل دی ہے شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے یعنی اس کام کے لئے جو کام اس سے پہلے رسول کرتے تھے۔ اللہ کے دین کو نوع انسانی تک پہنچانا' دین کی گواہی دینا' چونکہ آنحضورﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ اب یہی کام اس امت کو کرنا ہے۔ دراصل قیامت تک کے لیے آپؐ ہی کی رسالت کا دور ہے اور قیامت تک کے لیے راہ ہدایت یہی قرآن ہے جس کی حفاظت کا اللہ نے ذمہ لے لیا' لیکن اب اس کو دوسروں تک پہنچانا اور اس ہدایت کو عام کرنا اب اس امت کے ذمے ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے جیسا کہ اقبال نے کہا۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بہرحال یہ فرض منصبی بڑا کٹھن ہے۔ یہ اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کے ذمے لگتا رہا' اب اس امت کے کندھوں پر آ گیا۔ اس میں ضرورت ہے ایک قوت کی جو صبر اور نماز سے ملے گی۔ لیکن افسوس امت آج اس فریضے کو ادا نہیں کر رہی۔ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے کے باعث آج ہم مسلمان اللہ کے غضب کا شکار ہیں اور ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں' جب تک امت اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے کمربستہ نہ ہوگی' ہماری حالت نہ بدلے گی۔

پچھلے جمعہ ہم نے یہاں تک سورۂ ق کا مطالعہ کیا تھا۔ اب آگے چلیے۔ سورۂ ق کی آخری آیات میں پھر وہی مضمون آ رہا ہے جس کا تعلق حقیقت حیات سے ہے یعنی یہ پہچانو کہ تمہاری اصل منزل کون سی ہے۔ فرمایا: ﴿وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ٥﴾(41) ''ذرا کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا بہت قریب سے پکارے گا''۔ اس سے پہلے اسی انداز میں موت کا ذکر بھی آ چکا ہے کہ ہر شخص کی موت کسی بھی وقت آ سکتی ہے۔ یہ قیامت کا ذکر ہے جو اُس پورے عالم کی موت ہے۔ اس دن ایک قریب سے پکارنے والا آواز لگائے گا۔ اس سے عام طور پر مراد یہی لی گئی ہے جب وہ صور پھونکا جائے گا تو ہر شخص یوں محسوس کرے گا کہ وہ اس کے سر پر بج رہا ہے اور اسی کے لئے بجایا جا رہا ہے۔ آگے فرمایا: ﴿یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ﴾ ''اس دن اس چیخ (اس چنگھاڑ) کو سب سنیں گے' حق کے ساتھ''۔ یہ محض کوئی ہوائی بات نہیں' حقیقت بیان کی جا رہی ہے۔ اس چنگھاڑ سے مراد دوسرا صور (نفخہ ثانی) ہوگا' ہر انسان اس صور پر یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوگا ﴿یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ (یٰسٓ:52) ہائے ہماری شامت یہ کس نے ہمیں جگا دیا' ہم تو اپنی مرقد میں اپنی قبر میں سوئے ہوئے تھے' آگے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ٥﴾ (42) ''وہ دن ہوگا باہر نکلنے کا''۔ ان معاملات کا قرآن کیوں بار بار ذکر کرتا ہے اس لئے کہ یہ تمہاری زندگی کی ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس کو فراموش کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے' یہ وقت ہر شخص پر آنا ہے۔ آنحضورﷺ نے بڑے خوبصورت انداز میں سمجھایا: ((وَاللّٰهِ لَتَمُوْتُنَّ كَمَا تَنَامُوْنَ ثُمَّ لَتُبْعَثُنَّ كَمَا تَسْتَیْقِظُوْنَ)): ''دیکھو قسم کھا رہا ہوں میں اللہ کی' تم سب پر ایک موت کی نیند طاری ہوگی' جیسے روزانہ رات کو سوتے ہو۔ لیکن جان لو کہ ایک دن تمہیں موت کی نیند سے بھی لازماً اٹھا لیا جائے گا جیسے روزانہ بیدار ہوتے ہو''۔ جیسے تمہیں پتا ہے کہ اب رات آنی ہے میں سوؤں گا پھر صبح ہوگی تو جاگوں گا۔ ایسے ہی جانو کہ ایک نیند وہ بھی آنی ہے کہ جب آنکھ کھلنی ہے میدانِ حشر میں۔ یہ تمہاری زندگی کی ایک اٹل' قطعی اور ابدی حقیقت ہے۔ وہ دن ہوگا نکلنے کا' اس دن سب انسان برآمد کر لیے جائیں گے۔ اس سے پہلے اسی سورۃ میں آ چکا ہے کہ بارش برستی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین کے اندر جو بھی نباتات ہیں وہ ایک دم باہر آ جاتی ہیں۔ وہاں بھی الفاظ یہ تھے: ﴿كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ﴾ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں بھی زمین سے ایک دن برآمد کر دے گا۔ تمہارے جسم کے تمام خلیات جو اسی مٹی میں تحلیل ہوئے ہیں یہیں سے برآمد کر لیے جائیں گے۔ یہ اللہ کا کام ہے وہ کیسے جمع کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ٥﴾(43) ''(سن لو) ہم ہی ہیں جو حیات دینے والے ہیں اور ہم ہی ہیں موت طاری کرنے والے اور ہماری طرف تمہیں لوٹنا ہے''۔ تمہارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ پہلی مرتبہ بھی ہم نے ہی تم کو پیدا کیا تھا اور دوبارہ بھی ہم ہی اٹھائیں گے۔ ﴿یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا﴾ ''جس دن کہ زمین ان پر سے پھاڑ دی جائے گی اور اُس میں سے وہ دوڑتے ہوئے نکل کھڑے ہوں گے' زمین سے انسان ایسے برآمد ہوں گے جیسے زمین پھاڑ کر کوئی پودا اور کونپل نکلتی ہے۔ اسی طریقے سے زمین شق ہوگی اور اس کے اندر سے انسان نکل کر بھاگنا شروع کر دے گا کہ یہ کیا آفت آن پڑی ہے۔ ایک مقام پر فرمایا: ﴿كَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ ٥﴾ اس وقت انسان بے اختیار ہو کر دوڑ رہا ہوگا جیسے ایک خاص ٹارگٹ اسے دیا گیا ہے اور وہاں تک اسے پہنچنا ہے۔ وہ کون سا ٹارگٹ ہے؟ وہ میدان حشر ہے جہاں سب پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے ہم پڑھ چکے ہیں کہ وہ دوڑنے کا نقشہ کیسا ہوگا؟ اصل میں اس دن ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہوگا جو اسے دھکیل رہا ہوگا اور کوئی اِدھر اُدھر کھسک نہ سکے گا۔ ﴿ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ٥﴾(44) ''(اور یہ جان لو) پوری نوع انسانی کو جمع کر دینا ہمارے لیے بہت آسان ہے''۔ واقعتاً اللہ کی قدرت کا جتنا آج کوئی مشاہدہ کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں کر سکتا تھا۔ سائنسی ترقی کی بدولت اس کی خلاقی' اس کی صناعی کے ایسے نمونے سامنے آئے ہیں کہ عقل دنگ

رہ جاتی ہے۔ اب آپ کے پاس دور بین ہے' خورد بین ہے جن کی مدد سے کائنات کے نئے نئے گوشے سامنے آتے ہیں تو حیرت واستعجاب سے انسان اللہ کی قدرت اور خلاقی پر مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ پوری کائنات گواہ ہے اس بات پر کہ وہ واقعتاً عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے تو کیا انسانوں کو ایک میدان میں جمع کرنا اس کے لئے مشکل ہوگا۔ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ﴾ ان الفاظ میں آنحضورﷺ کے لئے تسلی ہے۔ ''اے نبی ہم خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں''۔ جو طنز کے تیر آپ پر یہ برستے ہیں ان سے آپ کا سینہ بھنچتا ہے۔ ایک مقام پر سورۂ قلم میں آنحضورﷺ کو اللہ نے ان الفاظ میں تسلی دی: ﴿نٓ ' وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ○ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ○﴾ (2) ''اے نبیؐ! آپؐ ان کی باتوں پر افسردہ نہ ہوں' آپؐ اپنے رب کے فضل وکرم سے ہرگز مجنون نہیں ہیں''۔ یہ جو کہتے ہیں کہ کوئی سایہ ہے' آپؐ بہک گئے ہیں (معاذ اللہ) ان باتوں کو دل پر نہ لگایئے' ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ چنانچہ یہاں فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں' ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں۔ ان الفاظ میں ان کے لئے بڑی دھمکی ہے جو اس قسم کی جسارت کر رہے ہیں کہ وہ بچ کر کہاں جائیں گے' اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ حضورﷺ اور ان کے لیے بھی جو آنحضورﷺ کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہیں اس میں تسلی ہے کہ اگر اس قسم کی باتیں سننی پڑتی ہیں تو گھبراؤ نہیں اللہ دیکھ رہا ہے' وہ سب جانتا ہے۔ ساتھ ہی ایک اور بات واضح فرمادی: ﴿وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ﴾ ''آپؐ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں''۔ یعنی زبردستی ان کو راہ ہدایت پر لانا آپؐ کے ذمے نہیں ہے۔ یہی بات سورۂ غاشیہ میں فرمائی: ﴿لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ﴾ ''آپؐ ان پر داروغہ نہیں ہیں''۔ آپ کا کام کیا ہے: ﴿مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ﴾ جو کچھ اللہ کی طرف سے پیغام اترا ہے اس کو پہنچانا' پہنچانے کا حق ادا کر دینا' حق خیر خواہی ادا کر دینا' سمجھانے کی پوری کوشش کرنا آپ کا کام ہے۔ سورۃ الکہف میں فرمایا: ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ کہ ہم نے تو ہر ہر انداز اور اسلوب اختیار کیا ہے قرآن میں سمجھانے کا۔ انسان کی ہدایت کے مضمون کو اتنے مختلف انداز میں قرآن نے بیان کر دیا کہ ہر مزاج کا انسان' ہر افتاد طبع رکھنے والا انسان' اگر ہدایت کا طالب ہو تو وہ قرآن سے ہدایت حاصل کر سکے گا۔ چنانچہ اسی لیے ان الفاظ پر اختتام ہو رہا ہے: ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ○﴾ (45) ''اے نبیؐ! آپ اس قرآن ہی کے ذریعے سے نصیحت کیجئے' تذکیر فرمایئے ہر اس شخص کو جو ہمارے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو''۔ جو ذمہ داری آپؐ پر ڈالی گئی ہے دین کو پہنچانے کی' اس لیے آپ کا آلہ اور ہتھیار یہی قرآن ہے۔ اس سے بہتر اور مؤثر تذکیر کا کوئی انداز نہیں ہو سکتا۔ یہی بات آنحضورﷺ کی سیرت میں ہم دیکھتے ہیں۔ آپؐ جہاں دعوت دیتے' وعظ فرماتے' قرآنی آیات ہی پیش کرتے تھے۔ لہٰذا یہاں فرمایا کہ قرآن کے ذریعے سے وعظ و نصیحت فرمایئے: ﴿مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ○﴾ (45) ہر اس شخص کو جو میری سزا کا کچھ بھی خوف رکھنے والا ہے۔ اگر ذرا بھی کسی کے اندر نیکی اور بدی کی تمیز کا احساس ہے' ہدایت کی طلب کی کوئی بھی رمق موجود ہے تو ایسا ہر شخص اس قرآن کی نصیحت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے' کیونکہ ہدایت تک رسائی کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ یہی قرآن ہے۔

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ کا اصل مقصد انہی حقائق کی یاد دہانی اور قرآن مجید کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ یعنی ہفتہ میں ایک دن ایسا رکھا گیا جب کوئی ایک شخص قرآن کا بیان کرنے والا ہو اور باقی سنیں اور اس تذکیر سے فائدہ اٹھائیں۔ یہی آنحضورﷺ کا معمول تھا۔ اور چونکہ خاص طور پر سورۂ ق میں تذکیری پہلو بہت نمایاں ہے لہٰذا خطبہ جمعہ میں آپؐ سورۂ ق کے حوالے سے بالعموم تذکیر فرمایا کرتے تھے۔ یہ ہے سورۂ ق اور اس کا خطبہ جمعہ کے ساتھ تعلق۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ جو ایمانی حقائق ہم پر منکشف ہوئے ان کو ہمارے دلوں میں جاگزیں کر دے اور آخرت ہی کو ہماری منزل بنا دے' اور ہم دنیا کو اس طور سے گزاریں کہ تو بھی خوش ہو اور تیرا رسولؐ بھی خوش ہو۔ یہی اصل میں ہماری حیات کا مقصد ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: فرقان دانش خان)

---

22 [illegible] 2005

امریکہ جس نیو ورلڈ آرڈر کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے وہ انسانیت کو غلامی کے شکنجوں میں جکڑنے کی سازش ہے۔ جبکہ نبی اکرمﷺ نے دین اسلام کی صورت میں دنیا کو جو ورلڈ آرڈر دیا وہ کائنات کا سب سے بڑا نظام رحمت اور کامل عدل وانصاف پر مبنی نظام ہے۔ یہ بات ناظم تربیت تنظیم اسلامی شاہد اسلم نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے سیرت رسولؐ کا اصل پیغام یہ ہے کہ دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرنے کے لئے انسانیت کو دوبارہ اسلام کے نظامِ رحمت سے متعارف کرایا جائے۔ شاہد اسلم نے کہا کہ نیو ورلڈ آرڈر جو بظاہر بڑا خوشنما نظر آتا ہے' دراصل جمہوریت اور روشن خیالی کے پردے میں بے حیائی' بے راہ روی اور سودی نظام جیسے استحصالی ہتھکنڈوں کا مجموعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرمﷺ رحمت اللعالمین بن کر آئے' جس کا مظہر یہ ہے کہ آپؐ نے دنیا کو بتایا کہ پیدائشی طور پر سب انسان برابر ہیں۔ اس کائنات کا اصل مالک اللہ ہے جبکہ انسان کو یہ چیزیں بطور امانت عطا کی گئی ہیں۔ اسی طرح حاکم اعلیٰ صرف اللہ ہے جبکہ انسان خلیفہ کی حیثیت سے اس دنیا میں احکامِ خداوندی کی تنفیذ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں نبی اکرمﷺ کے اس پیغام کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لئے اولاً خود اس نظام کو اپنی انفرادی زندگی میں روبہ عمل لانا ہوگا اور پھر پوری دنیا میں اس نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت' تنظیم اسلامی)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟ ❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

❁ نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (III،II،I) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کیلئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

انڈونیشی مسلمانوں کی پہلی مؤتمر

سید قاسم محمود

جنوری 1913ء میں حاجی عمر سعید کے زیر صدارت انڈونیشی مسلمانوں کی پہلی مؤتمر (کانفرنس) سورابایا کے مقام پر منعقد ہوئی۔ مؤتمر میں فیصلہ ہوا کہ ''شرکت گانگ اسلام'' کی بجائے' جس کو ولندیزیوں نے غیر قانونی جماعت قرار دیا تھا' ''شرکت اسلام'' کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کی جائے۔ مؤتمر نے اس جماعت کا صدر عمر سعید کو بنایا اور قانونی گرفت سے محفوظ رہنے کے لیے یہ وضاحت کر دی کہ ''شرکتِ اسلام'' نہ تو سیاسی جماعت ہے اور نہ وہ ولندیزیوں کی مخالفت کرنا چاہتی ہے' بلکہ یہ اہلِ ملک کی معاشرتی اصلاح اور ترقی کے لیے کام کرے گی۔

اس اعلان کے باوجود ''شرکتِ اسلام'' کے قیام سے انڈونیشیا میں قومی سیاسی بیداری کی تاریخ کے اہم ترین باب کا آغاز ہوا' اس جماعت کی کوششوں سے پورے ملک میں سیاسی بیداری اس تیز رفتاری سے پیدا ہوئی کہ ولندیزی سامراج کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں اور صرف 35 سال کی مختصر مدت میں انڈونیشیا نے مکمل آزادی حاصل کی۔

بنیادی مقاصد

''شرکتِ اسلام'' نے اپنے تاسیسی اجلاس میں مندرجہ ذیل ''بنیادی مقاصد'' پر مبنی معاشرتی اصلاح اور ترقی کا پروگرام بنایا۔

(1) مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا۔
(2) غیر اسلامی طرزِ معاشرت اور فرسودہ رسم و رواج کو ختم کرنا۔
(3) اسلامی اخوت اور بین الاسلامی اتحاد کو فروغ دینا۔
(4) اہل ملک کی ذہنی اور تعلیمی ترقی کے لیے کام کرنا۔
(5) صنعت و تجارت کو فروغ دینا۔
(6) عوام کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لیے تدابیر اختیار کرنا۔

''شرکتِ اسلام'' کے ان مقاصد میں انڈونیشی عوام کے لیے بڑی کشش تھی' جس کے باعث تھوڑی مدت میں اس نے حیرت انگیز مقبولیت حاصل کر لی۔ اس کی شاخیں ہر شہر اور قصبے میں قائم ہو گئیں اور تین سال کے اندر اس کے ارکان کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہو گئی۔

ولندیزی حکومت کا خیال تھا کہ یہ جماعت سورابایا تک ہی محدود رہے گی اور قانونی پابندیاں کچھ دنوں کے بعد اس کو خود بخود ختم کر دیں گی' لیکن جب ''شرکتِ اسلام'' بڑی تیزی سے ترقی کرنے لگی تو حکومت نے خطرہ محسوس کیا اور اس کو ختم کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کی مرکزیت اور ملک گیر اثرات کو توڑنے کے لیے یہ قانون بنا دیا کہ ''شرکتِ اسلام'' کی شاخیں مرکزی جماعت سے الحاق نہ کر سکیں گی۔ اس کا یہ نتیجہ تو ضرور نکلا کہ مقامی شاخیں خودمختار اور قانونی اعتبار سے مرکز سے بالکل بے تعلق ہو گئیں' لیکن درحقیقت وہ مرکز کی قیادت کو تسلیم کرتی رہیں تمام شاخیں مرکز کے مقاصد کو ترقی دینے میں پورا تعاون کرتی تھیں۔ حالات کے پیش نظر ''شرکتِ اسلام'' کی مجلس عاملہ نے یہ طے کیا کہ سرکاری ملازمین کو رکن نہ بنایا جائے اور جماعت کے مقاصد کی تکمیل کے لیے مرکز اور شاخیں پوری آزادی کے ساتھ کام کرتی رہیں۔ حکومت کی مخالفت اور قانونی رکاوٹ کے باوجود ''شرکت اسلام'' برابر ترقی کرتی گئی اور ایک سال میں اتنی قوت حاصل کر لی کہ سیاسی میدان میں بھی داخل ہو گئی۔ چنانچہ دوسری مؤتمر (یعنی دوسرے سالانہ اجلاس) میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ ''شرکتِ اسلام'' کے ''بنیادی مقاصد'' میں سے ایک مقصد یہ بھی کہ انڈونیشی عوام کو متحد کر کے غاصبوں کے مقابلے میں اُن کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

سالانہ ملّی مؤتمر

جون 1916ء میں ''شرکتِ اسلام'' کا تیسرا اجلاس ہوا تو اس کو ملّی مؤتمر کی حیثیت دی گئی' اور آئندہ سالانہ اجلاس ''ملّی مؤتمر'' کی شکل میں ہونے لگے۔ تین سال کے دوران میں ''شرکتِ اسلام'' ملک گیر جماعت بن گئی۔ تمام جزیروں میں اس کی شاخیں قائم ہو گئی تھیں اور مختلف جزائر کے باشندے ایک تنظیم کی شکل میں متحد ہو گئے تھے۔ چنانچہ جون 1916ء میں حاجی عمر سعید کے زیر صدارت باندونگ میں ''شرکت اسلام'' کی پہلی ''ملّی مؤتمر'' منعقد ہوئی' جس میں آٹھ ہزار مندوب شریک ہوئے اور حصولِ مقاصد کے لیے تمام جزائر اور مختلف علاقوں کے باشندوں کو متحد و منظم کرنے کی تدابیر منظور کی گئیں۔

اکتوبر 1917ء میں ''دوسری ملّی مؤتمر'' جکارتا میں ہوئی' جس میں پہلی مؤتمر سے بھی زیادہ وسیع اور مستحکم تنظیم کے نمائندے شامل ہوئے۔ ''شرکت اسلام'' سیاست میں داخل ہونے کے بعد یہ مطالبہ شدت سے پیش کرنے لگی تھی کہ انڈونیشیا میں جمہوری اصولوں کے مطابق ایک منتخب پارلیمنٹ قائم کی جائے جو عوام کی نمائندہ ہو۔ دوسری ملّی مؤتمر میں اس نے کھل کر ولندیزی سامراج اور مطلق العنانی کے خلاف قرارداد منظور کی۔

اکتوبر 1918ء میں ''تیسری ملّی مؤتمر'' سورابایا میں منعقد ہوئی۔ عوام میں اس جماعت کی بے پناہ مقبولیت نے اس کی سیاسی طاقت و قوت میں بہت اضافہ کر دیا تھا' اور وہ اس قابل ہو گئی تھی کہ نہ صرف اپنے مقاصد کا بہ بانگ دہل اعلان کرے بلکہ اپنے مطالبات منوانے کے لیے ولندیزیوں کے مقابلے پر بھی تیار ہو جائے۔ چنانچہ اس مؤتمر میں ولندیزیوں کی سامراجی پالیسی کی مذمت کر کے ظلم و استبداد کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ اپنے حقوق کی حفاظت اور سامراجی مظالم کو ختم کرنے کے لیے ولندیزیوں کا مقابلہ کیا جائے۔

1919ء میں ''شرکت اسلام'' اپنے انتہائی عروج کو پہنچ گئی تھی۔ اس کے ارکان کی تعداد 25 لاکھ سے متجاوز تھی۔ ہر جگہ اِس کی شاخیں قائم تھیں۔ عوام اس کے حامی و مددگار تھے۔ ''چوتھی ملّی مؤتمر'' بھی سورابایا کے مقام پر منعقد ہوئی' جس میں سرکاری انتظامیہ میں اصلاحات اور ملک کے حقیقی نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ کے قیام کا مطالبہ کیا گیا' اور مختلف تحریکات پر غور کرنے اور اہم مسائل کے قابل عمل حل پیش کرنے کے لیے کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اس مؤتمر نے ملک کے لیے کامل آزادی کا مطالبہ کیا' اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے طاقت سے کام لینے پر بھی آمادگی کا اظہار کیا۔ آزادی کے مطالبے' عیسائی مبلغوں کی چیرہ دستیوں کے انسداد اور چینیوں کے ہاتھوں اہل ملک کے استحصال کو روکنے کے لیے طاقت استعمال کرنے کے فیصلے سے عوام میں بہت ہیجان پیدا ہوا اور انڈونیشیا کی تحریک آزادی میں جوش آنے لگا۔

کمیونسٹوں کا اخراج

''شرکت اسلام'' کی زبردست عوامی طاقت کو

ولندیزیوں سے زیادہ خود اہل ملک نے نقصان پہنچایا۔ باہمی اختلافات کی وجہ سے رفتہ رفتہ اس کا زور ٹوٹنے لگا۔ ولندیزی دورِ حکومت کی اس عظیم قومی جماعت کو سب سے زیادہ نقصان کیمونسٹوں نے پہنچایا۔ 1917ء کے روسی انقلاب نے انڈونیشیا میں بھی کیمونسٹوں کے حوصلے بڑھا دیئے تھے' لیکن عوام اُن کی بات سننے کے لیے تیار نہ تھے' کیونکہ وہ کیمونسٹوں کو مذہب کا مخالف سمجھتے تھے۔ چنانچہ روسی رہنماؤں کی ہدایت کے بموجب انڈونیشیا کے کیمونسٹ ''شرکت اسلام'' میں شامل ہوگئے اور مسلمانوں کی اس عظیم الشان منظم و متحد جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ پہلے تو انہوں نے بہت جوش و خروش سے کام کیا اور ''شرکت اسلام'' کی متعدد بڑی شاخوں کے نظم و نسق پر قابض ہوگئے اور پھر اس سے فائدہ اٹھا کر مرکز کی مخالفت کرنے لگے۔

1920ء میں کیمونسٹوں نے زبردست ہنگامہ آرائی شروع کردی اور ''شرکت اسلام'' نے مزدوروں کی تمام ٹریڈ یونینوں کو متحد کر کے اُن کا جو وفاق بنایا تھا' اس کو ''شرکت اسلام'' کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرنے لگے' لیکن آغوس سالم اور عبدالمعز نے جو ''شرکت اسلام'' کے صفِ اوّل کے قابل اور سرگرم رہنماؤں میں سے تھے' کیمونسٹوں کی کوششوں کو ناکام بنا دیا' اور آخر کار یہ کشمکش اتنی بڑھ گئی کہ 1921ء میں ''شرکت اسلام'' کی ''چھٹی ملی مؤتمر'' نے یہ فیصلہ کیا کہ ''شرکت اسلام'' کا کوئی رکن کسی دوسری جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔ اس فیصلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ کیمونسٹ ''شرکت اسلام'' سے الگ ہوگئے اور عوام کی تائید و حمایت حاصل کرنے کے لیے اپنی جماعت کا نام ''اشتراکی شرکتِ اسلام'' رکھا' لیکن یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی تو کیمونسٹوں نے ''شرکتِ رعیت'' کے نام سے اپنی الگ تنظیم قائم کرلی۔ کیمونسٹوں کی تخریبی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے اور کیمونسٹوں کی گرفت سے ''شرکتِ اسلام'' کی معاون تنظیموں کو محفوظ رکھنے میں نوجوان آغوس سالم نے بہت نمایاں حصہ لیا' جو آگے چل کر انڈونیشیا کے ایک بڑے رہنما ثابت ہوئے۔

آغوس سالم

حاجی آغوس سالم 1884ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دینی مدرسے میں پائی۔ قرآن ناظرہ مکمل کیا۔ پھر ولندیزی سکول میں داخل ہوئے۔ مشہور خاتون رہنما کارتینی کو ہالینڈ میں اعلیٰ تعلیم پانے کے لئے وظیفہ دیا گیا تھا' لیکن معاشرتی قیود کی وجہ سے ہالینڈ نہ جاسکیں' اس لیے یہ وظیفہ آغوس سالم کو اُن کی قابلیت کی وجہ سے دیا گیا' اور وہ پوری طرح اس کے مستحق ثابت ہوئے۔ آغوس سالم بہت اچھے خطیب' پُرجوش مقرر' صحافی' مصنف اور عالم تھے۔ انگریزی' فرانسیسی' ولندیزی اور عربی زبان پر اُن کو پورا عبور حاصل تھا۔

آغوس سالم بھی حاجی عمر سعید کی طرح اسلام کے احیاء و تجدید کے بڑے حامی تھے اور مصر' ترکی اور ہندوستان کی احیائی تحریکوں کے قائدین کے خیالات سے متاثر ہوئے تھے۔ اسی مقصد سے حاجی صاحب ''شرکت اسلام'' میں شامل ہوئے اور اپنی قابلیت اور محنت سے اس جماعت کے سرکردہ رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔ مرکزی مجلس عاملہ کے رکن بنے' خاص طور پر شعبۂ نوجوانان کی قیادت اُن کے ہاتھ میں تھی۔ اُن کی قیادت میں نوجوان طلبہ نے کیمونسٹوں کی تخریبی سرگرمیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' اور اپنی مدلل تحریروں سے واضح کیا کہ رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کارل مارکس اور لینن کے نظریات سے کہیں زیادہ مکمل' جامع' قابلِ عمل اور مبنی بر انصاف ہیں۔ حاجی صاحب نے ایک رسالہ ''فجر ایشیا'' جاری کر کے اپنے نظریات اور ''شرکتِ اسلام'' کی مقاصد کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ کئی علمی جرائد اُن کے زیر ادارت چھپتے تھے جن کا مقصد اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت تھا۔

حاجی عمر سعید کی وفات کے بعد ''شرکتِ اسلام'' کا شیرازہ بالکل منتشر ہوگیا' اور ولندیزی حکومت سے تعاون یا عدم تعاون کے مسئلے نے اس قدر شدت اختیار کرلی کہ حاجی آغوس سالم بھی 1936ء میں ''شرکتِ اسلام'' سے علیحدہ ہوگئے اور 1938ء میں پے نیدار بارلسان (Penjedar Barisan) کے نام سے الگ جماعت بنائی۔ حصول آزادی کے بعد وہ حکومت میں شامل ہوگئے۔ پہلے وزارتِ خارجہ کے مشیر اور بعد ازاں وزیر خارجہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ 1954ء میں ان کا انتقال ہوا۔

مؤتمر اسلامی اور تحریکِ خلافت

نومبر 1922ء میں ''شرکتِ اسلام'' نے تمام ملک کے رہنماؤں کا ایک جلسہ طلب کیا' جس کا مقصد یہ تھا کہ اُمت مسلمہ کے اہم مسائل پر غور کر کے اُن کو حل کرنے کی مناسب تجاویز پیش کی جائیں۔ اس زمانے میں خلافت کے مسئلے نے مسلمانانِ ہند کی طرح مسلمانانِ انڈونیشیا کو بھی سخت مضطرب کر دیا تھا۔ ترکی میں خلافت بحال کرنے کی تحریک وہاں بھی جاری تھی۔ اس اجتماع میں بین الاسلامی اتحاد کو حقیقی اور مستحکم بنانے اور مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کرنے کی تدبیروں پر غور کیا گیا۔ دنیائے اسلام سے عملی اور مخلصانہ دلچسپی لینے کا یہ سلسلہ ''شرکتِ اسلام'' نے برابر جاری رکھا۔ مئی 1924ء میں انڈونیشیا کے تمام جزائر کے نمائندوں پر مشتمل ''مؤتمر اسلامی'' منعقد کی گئی' تا کہ بین الاقوامی اتحاد اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے متعلق مختلف علاقوں اور جزیروں کے نمائندوں کے خیالات بھی معلوم ہو جائیں اور پورے غور و فکر کے بعد اس بارے میں تجاویز مرتب کی جائیں۔ خلافت کا مسئلہ انڈونیشی مسلمانوں کی نظر میں مذہبی نوعیت کا تھا اور اسی لیے بڑی اہمیت رکھتا تھا اور وہ یہ چاہتے تھے کہ جب قاہرہ میں مجوزہ ''مؤتمر خلافت'' منعقد ہو تو انڈونیشی وفد اس کے متعلق کوئی ٹھوس تجویز پیش کرے۔ چنانچہ ''مؤتمر اسلامی'' نے یہ تجویز منظور کی کہ خلافت کسی فرد کے بجائے ممتاز علماء کی مجلس کو تفویض کی جائے۔

قاہرہ میں ہونے والی مؤتمر تو منعقد نہ ہوسکی' لیکن 28 اپریل 1924ء کو مکہ معظمہ میں ایک ''مؤتمر اسلامی'' طلب کی گئی۔ اس مؤتمر میں شرکت کے لئے انڈونیشیا کی نمائندگی حاجی عمر سعید' حاجی احمد دحلان اور کیائی حاجی منصور نے کی۔ اس مؤتمر میں شرکت کی وجہ سے انڈونیشی رہنماؤں کو دوسرے مسلم ممالک کے رہنماؤں سے تبادلۂ خیال کا بہت اچھا موقع ملا' اور ان میں باہمی روابط پیدا ہوگئے' جس کا انڈونیشیا کی اسلامی تحریک پر بہت گہرا اثر پڑا۔ انڈونیشیا کے رہنما دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے قریب تر ہو گئے۔ بین الاسلامی اتحاد کے جذبے کو مزید تقویت حاصل ہوئی اور احیائے اسلام کے نصب العین کے پیش نظر ''شرکتِ اسلام'' نے اپنا سیاسی اور قومی نصب العین یہ قرار دیا کہ انڈونیشیا کی آزادی اسلامی نظام کے احیاء کے لیے حاصل کی جائے۔ تحریکِ آزادی کو تحریکِ اسلامی پر منحصر کر دیا گیا۔ حاجی عمر سعید اور ان کے رفقائے کار نے بڑی خوبی سے یہ واضح کر دیا کہ اہل انڈونیشیا کے تمام مصائب و مشکلات کا حل اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اسلام ایک نظریۂ حیات' ایک مکمل دین' ایک زبردست معاشرتی تحریک ہے' اور اسلام ہی انڈونیشی عوام کو معاشی تباہی' سیاسی غلامی اور معاشرتی خرابیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔

(جاری ہے)

☆ تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے ملتزم رفیق محمد شفیق اللہ والا پرلیس والے گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ ملتزم رفیق تنظیم اسلامی چھاؤنی جناب کرنل محمد اسماعیل صاحب کے برادرِ نسبتی گزشتہ روز قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

☆ رفیق تنظیم اسلامی سندھ زیریں جناب افتخار حامد کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی لاہور کے رفیق جناب محمد شعیب داؤد کے والد محترم گزشتہ روز قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت و بلندیٔ درجات کی دعا کی درخواست ہے۔

تہذیبی کشمکش میں این جی اوز کا کردار

مولانا غلام اللہ حقانی

علوم وفنون کی ترقی' سائنس وٹیکنالوجی کی کارآمد دریافتیں' ٹیلی کمیونیکیشن اور ٹرانسپورٹیشن میں عظیم انقلاب نے پوری دنیا کو ایک عالمی گاؤں "Globl village" بنایا ہے' آج مشرق یا مغرب' شمال یا جنوب پوری دنیا سماجی اور معاشرتی اعتبار سے ایک خطہ بن گیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد پر ان ترقیوں کی سربراہی کا شرف جس ٹولے کو حاصل ہے اب ان کا ارادہ ہے کہ جس طرح ہماری محنت اور جدوجہد سے پوری دنیا ایک ہوگئی ہے۔ اب اس دنیا میں زندگی گزارنے کے جو طریقے ہوں گے۔ وہ بھی ہم دیں گے اس نظام زندگی کا نام اُنہوں نے New world order جو اپنی اصل کے اعتبار سے Jew world order ہے' رکھا ہے' یعنی یہود کا خود ساختہ نیا نظام زندگی۔ اب اُن کی پوری کوشش ہے کہ دنیا جلد از جلد اس تہذیب میں رنگ جائیں۔

قدیم تہذیب کو جدید تہذیب میں بدلنے کی اس کوشش میں زندگی کے تمام گوشے بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ سیاست' معیشت' معاشرت' اخلاق' مذہبی اقدار' رنگ و نسل کے پیمانے بلکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں پر اس تبدیلی کے اثرات نہ پڑے ہوں۔ چنانچہ اس بڑے اور عظیم تبدیلی سے آج پوری انسانیت ایک کربناک صورتحال سے دوچار ہے۔

پھر اس سانحہ کا یہ پہلو انتہائی تکلیف دہ ہے۔ کہ ایک طرف تہذیب جدید کی ایک شکل کیمرے کی آنکھ میں خوشنما اور دلکش بنا کر اطمینان بخش اور پُرسکون زندگی کے روپ میں دکھائی جاتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف تہذیب جدید کا عملی مشاہدہ یہ ہے کہ اس نے انسانی آبادیوں میں غربت' بھوک وافلاس' بے روزگاری' مہنگائی' عصمت فروشی' حیوانیت اور درندگی کو رواج دیا ہے۔ گویا کہ ایک طرف تہذیب جدید کے علمبردار بڑے بڑے ہوٹلوں' ہالوں' کمیونٹی سنٹروں حتیٰ کہ ایوانوں میں غربت ختم کرنے' انسانیت کے دکھ درد بانٹنے' انسانیت کو پریشان کُن صورتحال سے نکالنے' مال و جان کی تحفظ' قانون کی حکمرانی اور امن و آشتی کی باتیں کررہے ہیں' جس کی بڑے پیمانے پر تشہیر بھی کی جاتی ہے۔ لیکن دوسری طرف آئے روز انسانوں کے مسائل میں بے تحاشا اضافہ ہورہا ہے۔ جس سے بہت بڑے پیمانے پر انسان انسانیت کے دائرے سے نکل کر حیوانیت کے دائرے میں داخل ہورہے ہیں۔

یہود اس وقت کرہ ارضی پر شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ ہے۔ چنانچہ عالمی سطح پر وہی اس تہذیب جدید کو promote کررہے ہیں۔ جبکہ ملکی اور علاقائی سطح پر ان کے زیراثر عیسائی اور مسلمان ممالک کے حکمران ہیں جو اس کام میں بڑھ چڑھ کر ان کی معاونت کا حق ادا کررہے ہیں۔

یہود نے سازش کے ذریعے پہلے عالمی وسائل پر قبضہ کیا۔ آئی۔ ایم۔ ایف۔ (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ) ورلڈ ٹریڈ ارگنائزیشن' ورلڈ بینک' ٹریف' ناٹو' یہود کے ادارے ہیں۔ ان اداروں کے ذریعے یہود پوری دنیا کے وسائل کو کنٹرول کرکے اس شیطانی اور دجالی تہذیب کو انسانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

اس دجالی تہذیب کا Main theme یہ ہے کہ انسان کو شرف انسانیت سے عاری کیا جائے۔ یہی وہ ایجنڈا تھا جس کا اعلان شیطان لعین نے اول روز سے اللہ کے روبرو کیا تھا۔

اعلان دراصل اُس پاکیزہ زندگی کے خلاف تھا جو کائنات کے بنانے والے نے انسانوں کو دیا تھا۔ وہ زندگی جو شرافت وصداقت' دیانت وامانت' وقار واحترام' غیرت و حمیت' ہمدردی وغمگساری' عدل وانصاف اور مردوزن کے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے جیسے اعلیٰ اور پاکیزہ اُصولوں پر مبنی تھی۔ ابلیس کا یہ علان دراصل اُس مقدس اور پاک وصاف تہذیب وتمدن کے خلاف تھا۔ جو انسانوں کو اللہ نے اُن کے دنیوی اور اُخروی فلاح وبہبود کے لیے دیا تھا۔ چنانچہ اوّل روز سے ابلیس اور اُس کے کارندے اس پاکیزہ تہذیب وتمدن کے اُن بنیادوں کو ڈھانے کے درپے ہیں۔ جس پر اللہ نے اس تہذیب وتمدن کو اُستوار کیا ہے۔

اس وقت یہود اپنی پوری قوت کے ساتھ اس تہذیب پر حملہ آور ہوچکے ہیں۔ اس پاکیزہ تہذیب کو ختم کرنے کے لیے یہود جہاں دوسرے ذرائع اور حربے آزما رہے ہیں۔ وہاں وہ این جی اوز سے بھی بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ ان اداروں کا اس وقت پوری دنیا میں ایک جال بچھا ہوا ہے۔

- ☆ یہود ان اداروں سے جاسوسی کا کام لے رہے ہیں
- ☆ ان کے ذریعے مقامی حکومتوں کو غیرمستحکم کررہے ہیں
- ☆ ان کے ذریعے انسانی اقدار جیسے شرم وحیاء' عفت و عصمت' شرافت ومروّت' پیار ومحبت' اور سب سے بڑھ کر غیرت وحمیت کو تباہ کررہے ہیں۔
- ☆ ان کے ذریعے غیر ملکوں میں بڑے بڑے ٹھیکے حاصل کررہے ہیں

اگرچہ اس فساد اور بگاڑ کی اصل ذمہ داری یہود پر عائد ہورہی ہے۔ لیکن اس کام میں جو جس درجے میں یہود کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ وہ اپنے اسی رویے کے لیے اللہ کے ہاں اُتنا جواب دہ ہوگا۔ ہمارے ہاں ملکی سطح پر جب ان اداروں کی آمد ہوئی۔ تو تین طبقات نے انہیں بھرپور طریقے سے سپورٹ کیا۔ اور یہی تین طبقات یہود کے اس سازش میں برابر کے شریک ہیں۔

ان میں پہلا طبقہ سول اور ملٹری بیوروکریسی کے اعلیٰ سرکاری عہدوں سے ریٹائرڈ ملازمین کا تھا۔ یہی لوگ اپنے اپنے فیلڈ میں ماہر اور معاشرے میں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

جب ان اداروں نے ان کے خدمات کے حصول کے لیے انہیں بڑے بڑے مراعات کی پیش کش کی۔ تو اُنہوں نے بغیر دیکھے کہ اس میں دین کا کتنا نقصان ہے اور ایمان کا کتنا زوال ہے۔ اس نوکری بلکہ غلامی پر آمادگی کا اظہار کیا۔ Intellectual Level پر این جی اوز کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ اس لیے کہ ان باصلاحیت افراد کے ذریعے معاشرے کو یقین دلایا گیا۔ کہ یہ ادارے غریبوں کے ہمدرد اور غمگسار ہیں۔ اور معاشرے کی تعمیر وترقی میں مخلص ہے۔ لہٰذا ان کی جتنی ممکن ہوسکے مدد کی جائے۔ ممکن ہے کہ ان پروجیکٹس میں سے پہلے انہیں علم نہ تھا۔ کہ ان اداروں کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟ لیکن ان میں داخل ہوتے ہی جب ان کے مفاسد ان پر واضح ہونا شروع ہوئیں کہ ان غیر سرکاری اداروں کا ظاہر جتنا روشن اور تابناک ہے' ان کا باطن اتنا سیاہ اور بھیانک ہے۔ تو اُن کو چاہیے تھا کہ خالص اللہ کی رضا کے لیے ان اداروں سے نکل آتے اور اس کے خلاف لوگوں میں شعور اُجاگر کرنے کی تحریک برپا کرتے۔

لیکن آج چونکہ مسلمان طبعی طور پر کمزور ثابت ہورہا ہے۔ لہٰذا اتنے بڑے مراعات جوان لوگوں نے اپنے تئیں'

چالیس سالہ سروس کے دوران نہیں دیکھے تھے کو دیکھ کر وہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ٹیم میں شامل ہو گئے۔ ان مراعات میں 35 ہزار سے لیکر ایک لاکھ روپے تک تنخواہ، جدید ترین آرام دہ گاڑیاں، مزین دفاتر، حسین و جمیل لڑکیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے مواقع، ٹی۔اے ڈی۔اے کی مد میں کثیر رقوم متعلقہ کام میں ٹریننگ اور مہارت کے حصول کے لیے یورپی اور ایشیائی ممالک کے دورے۔

ان مراعات کے بدلے اس کلاس نے اپنی صلاحیتوں کو معاشرے کے مادی اعتبار سے سنوارنے اور روحانی اعتبار سے اُسے مفلوج کرنے کا کام سرانجام دیا۔ اگر چہ وہ لوگ از خود ایماندار، دیانتدار اور مخلص تھے۔ لیکن اب اُن کی یہ ایمانداری، اخلاص اور دیانتداری کے جوہر شیطانی تہذیب کو سہارا دینے میں خرچ ہونے لگے۔ اور یہ صرف ہمارے ملک کی بات نہیں۔ بین الاقوامی سطح پر جتنے ادارے ہیں اس تہذیبی کشمکش میں سرگرم عمل ہے۔ اُن کے چلانے والے، اُن کو ارگنائز کرنے والے اور انہیں آگے لے جانے والے مسلمان قوم کی یہی باصلاحیت افراد ہیں۔

دوسرا طبقہ جس کی وجہ سے یہ ادارے قائم ہیں۔ اور مستحکم بنیادوں پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہ مختلف اعتبارات سے ہماری سوسائٹی کے بااثر افراد ہیں جس میں چودھری، جاگیردار، سرمایہ دار، وڈیرے، خان یا وہ لوگ جن کی معاشرے میں سیاسی ساکھ قائم ہیں، کے نام آتے ہیں۔ غیر سرکاری ادارے جب بھی کسی علاقے میں آتے ہیں۔ تو ان حضرات کے ساتھ براہِ راست یا پولیس اسٹیشن کے ذریعے سے رابطہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آگے یہی لوگ ان کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کو تحفظ دینا، ان کے لئے دفاتر کا بندوبست کرنا، ان کے لئے پروگرام رکھنا۔ ان کے املاک اور جان و مال کی حفاظت کرنا یہی بااثر لوگ اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس خیر خواہی کے بدلے این جی اوز ان کو مختلف قسم کے مراعات دیتے ہیں۔ ان کے لئے ذاتی اسکیمیں مقرر کرنا۔ ان کے ایماء پر لڑکے اور لڑکیاں بھرتی کرنا، مراعات کی تقسیم ان کے سپرد کرنا۔ ان کے قریبی رشتہ داروں کو پراجیکٹ میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات کرنا۔

پھر غیر سرکاری اداروں کو چونکہ حکومتی سپورٹ بھی حاصل ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس طبقے کی رسائی آسانی سے حکومتی حلقوں تک بھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں اور ان بااثر افراد کے گٹھ جوڑ سے ایک طرف عالمی ایجنڈہ کی تکمیل میں این جی اوز کو کافی آسانی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اسلام فروشی اور ضمیر فروشی پر مراعات کے اس بندر بانٹ میں یہی دو حلقے برابر کے ساجھی بن جاتے ہیں۔

تیسرا طبقہ جس کی وجہ سے غیر سرکاری اداروں نے ابھی تک مضبوطی سے قدم جمائے ہیں۔ دیندار طبقے کے بے ضمیر اور بے ایمان عناصر ہیں، پہلے پہل جب این جی اوز ہمارے ہاں متعارف ہوئے۔ تو سب سے بڑھ کر دیندار طبقے نے اسی پر واویلا مچایا۔ کہ یہ لوگ تعمیر و ترقی اور مصنوعی خوشحالی کی آڑ میں ہمارے دینی اقدار اور اسلامی تہذیب و تمدن کو ختم کر رہے ہیں۔ لہٰذا اسے فی الفور روکا جائے۔ لیکن اس آواز کو Intellectual Level پر بیوروکریٹس نے، سیاسی سطح پر بااثر افراد نے اور مذہبی سطح پر درباری اور بے دین قسم کے مولویوں نے دبایا۔ آج ان اداروں میں جہاں پہلے اور دوسرے طبقے کی لوگوں کی کافی تعداد ان اداروں کے دیے گئے مراعات کو Enjoy کر رہے ہیں۔ وہاں ان بے ضمیر اور بے ایمانوں کی بھی ایک بڑی کھیپ اس حرام خوری میں ملوث ہیں۔ اس سانحے کا پریشان کن اور تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ ایک طرف این جی اوز مسلمانوں میں اخلاقی بے راہ روی، جنسی آوارگی، چادر اور چار دیواری کی تقدس کی پامالی، اسلامی تہذیب کے پاکیزہ اُصولوں اور انسانی اقدار پر شب خون مار رہی ہے۔ اور دوسری طرف ایسا لٹریچر اور ویڈیو میٹریل تیار کر رہے ہیں، جس سے اُن کا مقصد قرآن و سنت کے آفاقی پروگرام میں تحریف کرنا ہے لہٰذا ایک طرف غیر سرکاری ادارے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اخلاقی نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اسلام کی مقدس اُصول و ضوابط جیسے اسلام میں عورت کے حقوق، اسلام کے حدود و تعزیرات مرد و عورت کی ذمہ داریوں کا تعین، زنا، خلع، نکاح، طلاق، شراب نوشی، سود، عورت کی امامت و خطابت جیسے اہم خالص دینی موضوعات پر ایک ماڈریٹ تصور کے مطابق کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ فلمیں بنائی جا رہی ہیں۔ جن کے ذریعے اسلام کی مقدس تعلیمات کو مسخ کیا جا رہا ہے۔

پھر اس وقت چونکہ میڈیا پر یہود کا مکمل کنٹرول ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے رسائل و جرائد اور اخبارات کے ذریعے تشہیری مہم چلائی جا رہی ہے۔ جبکہ ٹی وی سکرین کے ذریعے مذکورہ موضوعات پر Table talks debates منعقد کر کے عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے۔ کہ نعوذ باللہ قرآن پاک کی قدیم تشریحات آج کے اس جدید دور کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ لہٰذا اب قرآن کی ایک جدید تعبیر کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے۔ کہ غیر سرکاری ادارے جب بھی اپنا کوئی پروگرام Arrange کرتے ہیں، تو اگر چہ ایجنڈہ میں ترقیاتی اور تعمیری کام سرفہرست ہوتے ہیں۔ لیکن پروگرام کے اختتام پر کتابیں، ویڈیو، آڈیو میٹریل کو بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ جس میں اُن چیزوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

''اکنامسٹ'' مغرب کا سب سے اہم جریدہ ہے۔ اکنامسٹ نے این جی اوز کے بارے میں اس نقطۂ نظر کو جس کا جائزہ راقم نے اوپر کے سطور میں لیا ہے۔ اپنے انداز سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ آگے جو رائے آ رہی ہے۔ وہ کسی بنیاد پرست مسلمان کی نہیں بلکہ یہ مغرب کے بارے میں مغرب کی اپنی گواہی ہے۔ اور گھر کی گواہی سے بڑھ کر معتبر گواہی کس کی ہو سکتی ہے۔

''دنیا بھر میں کام کرنے والی این جی اوز وہ کام نہیں کرتی جس کا وہ بظاہر دعویٰ کرتی ہے۔ یہ دراصل اُن حکومتوں کے اغراض و مقاصد اور مفادات کو آگے بڑھاتی ہے۔ جو حکومتیں ان کو امداد دیتی ہیں۔ گویا یہ ادارے اُن نظریات کے فروغ کے لیے کام کرتی ہیں۔ جو امداد دینے والوں کا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ یو۔ایس۔ایڈ کے ایک سابق ڈائریکٹر کیرل لنکاسٹر کے بقول ''اقوام متحدہ کے ادارے ورلڈ فوڈ پروگرام کی ساری امداد ان اداروں کے ذریعے تقسیم ہوئیں۔ 1990 تا 1994ء کے دوران یورپی یونین کی امدادی اشیاء انہیں اداروں کے ذریعے تقسیم ہوئیں۔ 1998ء میں امدادی ادارے اکس فم کو جو سولہ کروڑ بیس لاکھ ڈالر ملے اس کا چوتھا حصہ برطانیہ اور یورپی یونین نے دیا تھا، امریکی ادارہ ورلڈ ویژن جس کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ ''خود مختار اور دنیا بھر میں نجی امداد سے بننے والا سب سے بڑا عیسائی ادارہ ہے۔'' اس ادارے کو 1998ء میں 5 کروڑ 85 لاکھ مالیت کا سامان امریکی حکومت نے دیا تھا۔ (M.S.F) میڈیلیسر فرینٹرز ایک ایسی این جی اوز ہے جس کے نام کا ہی مطلب ہے کہ اس کا کسی سرحد سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے پچھلے سال اُمن نوبل انعام بھی ملا تھا۔ اسے اپنی آمدنی کا 46 فیصد حصہ حکومت سے ملتا ہے۔

1993ء سے 1996ء کے اختتام تک کینیا میں جو این جی اوز قائم ہوئیں۔ ان میں اکثر کو غیر ملکی حکومتوں اور عالمی اداروں سے رقوم ملیں۔ افریقہ میں پچھلے سال امریکہ نے 71 کروڑ ڈالر سے زیادہ مالیت کا امدادی سامان تقسیم کروایا۔ جو یو۔ایس۔ایڈ کے ذریعے این جی اوز کو ملا۔ ان اداروں کے ذریعے اتنی رقوم تقسیم ہوتی ہے، جتنی رقوم ورلڈ بینک بھی تقسیم نہیں کرتا۔ ان میں اکثر کی سالانہ آمدنی لاکھوں ڈالر میں ہے۔ اسی کے پیش نظر اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے منتظمین کا کہنا ہے۔ کہ وہ این جی اوز سے زیادہ تعلقات قائم کر رہا ہے۔

الغرض این جی اوز کا ظہور اجتماعیات کے تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ ان تنظیموں نے متوازی حکومت کی جگہ حاصل کر لی ہے۔ مستقبل میں یہ تنظیمیں قومی حکومت کا متبادل بن جائیں گے۔ اور گلوبلائزیشن کے نئے دور میں

ان غیر سرکاری اداروں کو حکومت کے تمام اختیارات منتقل ہو جائیں گے۔ اور اختیارات کے ملتے ہی دنیا کے تمام معاشروں سے احتساب، محاسبہ، جوابدہی، اقتدار میں لوگوں کی شرکت، اجتماعی مفاد، خدا خوفی، رحمدلی، بندوں سے محبت، شرافت، خاندان اور رائے عامہ جیسے اقدار ختم ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ معاشرہ ان اداروں کے رحم وکرم پر ہوگا۔ اور یہ ادارے نہ کسی کے سامنے جواب دہ ہوں گے اور نہ کسی کے محتاج ہوں گے۔

این جی اوز اپنی جڑیں معاشرے کے باطن میں پیوست کر رہی ہیں۔ ان کے ذریعے مغرب تک تیسری دنیا کے بارے میں وہ حیرت انگیز معلومات، اطلاعات اور انکشافات پہنچے ہیں، جو سی۔آئی۔اے اور دیگر خفیہ تنظیمیں کھربوں ڈالر خرچ کر کے بھی حاصل نہ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باہر کے حکومتوں کا این جی اوز پر اعتماد دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ چنانچہ اکثر مغربی ممالک غیر ملکوں میں اپنے سفارتی عملہ میں کمی کر رہے ہیں۔

پاکستان میں این جی اوز ایک طویل عرصے سے ملکی سالمیت اور خاندانی نظام کی جڑیں کھودنے میں مصروف ہیں۔ جن کو مغربی ممالک بالخصوص یہودی لابی کی مکمل سرپرستی حاصل ہے اس صورت حال میں این جی اوز کے مقاصد واہداف کا ادراک کرنا اور ان کے خلاف ایک جامع اور پائیدار حکمتِ عملی تیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ عوام میں شعوری بنیادوں پر ان کے بارے میں بیداری پیدا ہو جائیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہمارے معاشرے میں جو جاہلانہ رسومات طویل عرصہ سے چلے آرہے ہیں۔ خصوصاً عورت کے حوالے سے نکاح، طلاق، وراثت، عزت کی خاطر قتل، عدل کے بغیر کثرت ازدواج جیسے مسائل کو قرآن و حدیث کے مطابق حل کرنے کے لیے ہمیں پوری طاقت کے ساتھ آگے آنا ہوگا۔ کیونکہ انہیں مسائل میں معاشرے کے ساتھ ناانصافی کی وجہ سے این جی اوز کو ہمارے معاشرے میں کام کرنے کے راستے مل جاتے ہیں۔

علماء کرام اور دیندار مسلمانوں سے اپیل ہے۔ کہ وہ تمام این جی اوز کا تحقیقی مطالعہ کر کے ان کے اہداف و مقاصد کا جائزہ لیں۔ اور ان مسائل کو قرآن و سنت کے مطابق حل کرنے کی کوشش کریں۔ جس مسائل کا مغربی حل این جی اوز کے ذریعے ہمارے معاشرے پر مسلط کیا جارہا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

مراقبۂ موت

حضرت مجذوبؒ

ہوش میں آ، اب نہیں غفلت کے دن!

مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت مجذوبؒ کی ایک شہرۂ آفاق نظم جس میں اہلِ ایمان کے لئے تذکیر و موعظت اور پیغامِ عمل کا وافر سامان موجود ہے

—— (5) ——

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار گو تجھے چلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار؟
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

حیف دنیا کا تو ہو پروانہ تو اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروا نہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

دفن خود صدہا کئے زیرِ زمیں پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں کچھ تو عبرت چاہئے نفسِ لعیں!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیرِ حق سے قلب کو بیزار رکھ موت کا ہر وقت استحضار رکھ!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنی تو اوقات کر
رہ نہ غافل، یادِ حق دن رات کر ذکر و فکرِ ہاذم اللذات کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

یہ تری مجذوبؒ حالت اور یہ سن ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن!
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن کس کمر، درپیش ہے منزل کٹھن!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

یہ تری پیرانہ مستی تا بہ کے؟ یہ تری شہوت پرستی تا بہ کے؟
یہ ترا گھر بار اور گرہستی تا بہ کے؟ تا بہ کے یہ تری ہستی تا بہ کے؟
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

کر نہ تو پیری میں غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار کر بس اب اپنے کو مُردوں میں شمار!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

خواتین کے حقوق

سائرہ سومت ظفر

خواتین کا عالمی دن' بڑا شور پڑا۔ ٹی وی پر پروگرام' اخباروں میں آرٹیکل' نتیجہ کیا نکلا۔ کوئی مسئلہ حل ہوا؟ خواتین کی کم از کم معاشرے میں عزت ہی بحال ہوئی ہو جی ہاں! سوائے خواتین کو بھڑکانے کے جب کوئی تعمیری بات ہی نہ ہوگی تو مسائل تو جوں کے توں رہیں گے۔ خواتین کی نمائندگی مخصوص قسم کی خواتین کریں گی تو اصل مسائل تو ویسے ہی رہیں گے۔ بیجنگ کانفرنس ہو یا قاہرہ کانفرنس وہ ہمارے مسائل ہم پر زبردستی ٹھونسے جا رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ ابارشن ہمارا قومی مسئلہ بن چکا ہے یا چند عقل سے عاری باغی خواتین کا؟

کبھی مرد کا معاشرہ کہہ کر دل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کبھی بدزبان اور حد سے گزری خواتین کے محض مذاکروں کو ہی یہ تصور کرلیا جاتا ہے کہ خواتین میں شعور بیدار کررہے ہیں کبھی حکومت اسمبلی میں خواتین کی نمائندگی کو فتح قرار دے رہی ہے کسی بھی حکومت نے یہ نمائندگی نہیں دی۔ یہ فخریہ اعلان اگر مخلوط معاشرہ' بے حیائی' فحاشی' کرپشن' بداخلاقی ترقی کا معیار ہیں تو پھر ہر طرف بے سکونی' تنزلی اور ہاہا کار کیا مچی ہے پھر تو ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ ہم ترقی یافتہ اقوام میں شمار ہو رہے ہیں اگر ہمارے حکمران کا آئیڈیل کمال اتاترک ہے تو علامہ اقبال نے یہ کیوں فرمایا ؏

کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا چاک

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان پھر ایسے زوال پذیر ہوئے کہ اٹھ نہ سکے۔ اب بھی دیکھ لیں اتنے زیادہ مسلم ممالک ہونے کے باوجود بین الاقوامی سطح پر پیچھے ہی پیچھے جا رہے ہیں ایسا لگتا ہے ذلت ہمارا مقدر بنادی گئی ہے۔

اگر مغربی معاشرے کی طرف دیکھتے ہو جہاں عورتوں کو ہر طرح کی آزادی میسر ہے ایسی آزادی جس کا ایک مسلمان عورت تصور بھی نہیں کرسکتی۔ مغرب کی عورت اتنا پڑھ لکھ کر بھی بے وقوف بن رہی ہے۔ مردوں کی جنسی ہوس پوری کرنے کے لیے آلہ کار بنی ہوئی ہے۔ علامہ اقبال فرما گئے ہیں ؏

یہ تہذیب آپ اپنے خنجر سے خودکشی کرے گی

اور وہ ہو رہی ہے 60 فیصد ان کی نسل حرام زادوں اور زادیوں پر مشتمل ہے۔ اپنی معاشرتی ناسمجھیوں کی وجہ سے معاشرے میں ہر طبقہ چیخ رہا ہے کہ ہمارے حقوق' انسانی حقوق' مرد کے' عورت کے حقوق حتیٰ کہ بچوں کے حقوق کی آواز بھی چائلڈ لیبر کی شکل میں لگ رہی ہے۔ اگر ہم کتاب اللہ کا مطالعہ کرنے والے ہیں تو چودہ سو سال پہلے صرف خواتین ہی کا کام نہیں بلکہ معاشرے کے تمام طبقات کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کردیا گیا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آیات اتریں: اے لوگو! تم پر آج تمہارا دین مکمل کر دیا گیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا گیا ہے۔

یعنی اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی نئی کتاب آئے گی یعنی قیامت تک کی ضرورت پوری کردی گئی۔ یہودیوں نے جب یہ سنا کہ مسلمانوں پر یہ آیت اتری ہے جس میں دین کی تکمیل کی خوشخبری ہے تو کہنے لگے اگر ہم پر یہ آیت اترتی تو ہم جشن مناتے لیکن ہم ہیں کہ روز روز نئی نئی باتیں دین میں نکالتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی یکساں طور پر اترا ہے۔ جبکہ باغیانہ خیالات رکھنے والی خواتین بہت واویلا مچاتی ہیں کہ مردوں کے لئے انعام و اکرام حوریں اور عورتوں کے لئے کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ یہی ناسمجھی اور چرب زبانی گھر نہیں اجاڑے گی تو اور کرے گی کیا؟ صبر' قربانی' تسلیم و رضا' نرم جذبات' عشق و محبت یہ سارے خوبصورت الفاظ عورت کا خاصہ ہیں۔ جبکہ ہم تلے بیٹھے ہیں عورت کو مرد کے شانہ بشانہ لانے پر کہ عورت لازماً مرد کے شانہ بشانہ آئے گی تو یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا ورنہ نہیں۔ عورت اور مرد کی جنس' ساخت فزیکلی اور جذباتی دونوں سطح پر الگ الگ ہے اگر عورتیں مردوں کی سطح پر برابر آکر ان کی طرح کا کام نہیں کرسکتیں تو مرد بھی کہاں پیدائش کے عمل سے گزر سکتے ہیں۔ 30 مہینے کا ولادت اور دودھ پلانے کا عمل ہے۔ مردوں میں اتنا صبر کہاں کہ بچہ' کچن' خاندانی معاملات' گھریلو معاملات اور اگر پہلے سے بھی بچے موجود ہیں تو ان کی تعلیم کے مسائل سے بھی بیک وقت نبرد آزما ہوسکیں۔ یہ صرف عورت کا صبر و برداشت' ساخت اور اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے جو بناوٹ ہے وہی کرسکتی ہے۔ رہ گئی حقوق کی بات تو جو مقام چودہ سو سال پہلے اسلام نے عورت کو دیا وہ کسی بھی دوسرے مذہب حتیٰ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں بھی نہیں۔

صراط الجنہ کی نومسلم بانی مسز غفران قریشی سے میں نے اسلام کو چننے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ تمام دنیا کے مذاہبی تقابل میں میں نے سب سے زیادہ عورت کے حقوق کے بارے میں اسلام کو چوٹی پر پایا جو مقام اسلام نے عورت کو دیا ہے کسی بھی مذہب نے نہیں دیا۔

ہمارے بعض مردوں کو عورتوں کے حقوق سے کوئی دلچسپی نہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں انتہائی تشدد کا رواج ہے۔ اسی تشدد کی وجہ سے آج عام عورت باغی نظر آرہی ہے۔

دوسرے مذاہب کے ہر رواج کو ترجیح دیتے ہیں یہ جہیز کیا ہے' وراثت کیا ہے' ہم کس کے دین پر چل رہے ہیں؟

حتیٰ کہ ہمارے عالم اور مولوی حضرات بھی مسجد کے منبر پر چڑھ کر جو حدیث بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر خدا کے بعد عورت کو کسی کے سجدے کا حکم ہوتا تو وہ اس کا خاوند تھا۔

سوائے چند ایک کے کبھی کسی نے یہ حدیث بھی بیان کی ہو کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ "تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھروں والوں سے بہترین اخلاق والا ہے اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا ہوں"۔

حتیٰ کہ بیویوں پر خرچ کرنے کے معاملے میں یہ تک فرمایا کہ بہترین دینار وہ ہے جو تم اپنے گھر والی پر خرچ کرتے ہو۔ حالانکہ مسجدوں میں نماز تو مرد ہی پڑھتے ہیں عورتوں پر قوامیت' خاوند کے لیے سجدے کا حکم یہ سب تو سنایا جاتا ہے لیکن عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک کرو' یہ نہیں بتایا جاتا۔ تو سنو پھر ہم کس نبی رحمت کے پیروکار ہیں۔ آپؐ نے ساربان (اونٹ بھگانے والے سے) فرمایا اونٹوں کو تیز مت بھگاؤ ان میں شیشے کے نازک آبگینے ہیں کہیں ٹھیس نہ لگ جائے۔ اُن اونٹوں پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ آج کا مرد پوری دنیا میں سب سے تحت چیز اپنی بیوی کو سمجھتا ہے اور ہر قسم کا غصہ اُسی پر نکالا جاتا ہے حتیٰ کہ اپنی ساری غلطیوں کی سزا بھی اسی کو دی جاتی ہے۔

جنگ احزاب کے موقع پر یہودیوں پر قابو پالینے کے بعد مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو یہودی قلعہ دار کی بیوی اور یہودی سردار کی بیٹی تھیں حضور ﷺ کے حصہ میں آئیں نام تو کچھ اور تھا لیکن مال

(باقی صفحہ 16 پر)

ایڈیٹر کی ڈاک

آپ کی طرف سے ارسال کردہ ''ندائے خلافت'' کا تازہ شمارہ ''تحریک پاکستان نمبر'' کی صورت میں موصول ہوا۔اس سے قبل سقوطِ ڈھاکہ نمبر' فلسطین نمبر' اقبال نمبر' عراق نمبر اور نظریہ پاکستان نمبر' اہل نظر سے دادو تحسین حاصل کر چکے ہیں۔اپنے وقیع مضامین' پر مقالات اور دلچسپ و متنوع موضوعات کے تحت لکھی جانے والی تحریروں سے مزین یہ تمام نمبرز بلا مبالغہ اپنی مثال آپ ہیں۔

مجھے خوشامد سے سخت نفرت ہے اس لیے تعریف کرنے میں بھی عام طور پر بخل یا کم سے کم الفاظ میں یوں کہہ لیجیے کہ احتیاط سے کام لیتا ہوں۔لیکن سچی بات یہ ہے کہ تحریک پاکستان نمبر کی تیاری میں بھی سابقہ نمبرز کی روایات کو برقرار رکھا گیا ہے۔اس میں شامل مضامین اور مواد اس قدر معیاری اور بلند پایہ ہے کہ انہیں مستقل دستاویز کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔آپ اور آپ کی ٹیم اس پر شکریہ کے ساتھ ساتھ مبارک باد کی بھی مستحق ہے۔تاہم ایک بات عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔وہ یہ کہ ''تحریک پاکستان نمبر'' کا اختتام بانی پاکستان حضرت قائداعظم کے معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کی یادداشتوں سے لیے گئے اقتباس پر کیا گیا ہے اور بات وہیں پر ختم کر دی گئی ہے جبکہ میری رائے میں بات یہاں ختم نہیں ہونی چاہیے تھی۔کیونکہ یہی وہ پوائنٹ ہے جہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تحریک پاکستان ختم ہو گئی ہے یا ابھی جاری ہے؟ میرے خیال میں تحریک پاکستان جن مقاصد کے لیے شروع کی گئی تھی وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوئے۔حصول پاکستان منزل نہیں تھی' منزل وہ اعلیٰ وارفع مقصد و مقاصد تھے جو ایک آزاد و خود مختار وطن حاصل کرنے کے بعد حاصل کیے جانے تھے۔ چونکہ وہ مقاصد (یعنی اسلامی نظام یا خلافت راشدہ کا قیام) ابھی حاصل نہیں ہوئے اس لیے میری رائے میں تحریک پاکستان ابھی جاری ہے اور ختم نہیں ہوئی۔آپ کے نمبر کا اختتامی اقتباس بھی میرے خیال اور رائے کو تقویت دیتا ہے یقین واثق ہے کہ ''ندائے خلافت'' کے آئندہ شمارے میں اس حوالے سے آپ کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالیں گے۔

(شہباز انور خان' سینئر نائب صدر پنجاب یونین آف جرنلسٹس: روزنامہ ایکسپریس' لاہور)

(محترم! ''تحریک پاکستان نمبر'' کے اداریے کی آخری سطور میں آپ کے سوال کا جواب ہے۔مدیر)

آج ''ندائے خلافت'' کا ''تحریک پاکستان نمبر'' موصول ہوا۔ٹائٹل بہت خوبصورت ہے۔ سنجیدہ و پُروقار نظر آتا ہے۔کھولنے پر پہلا تاثر یہی تھا کہ ''مطالعہ پاکستان'' کی کتاب کھول لی گئی ہے جو محض پڑھنے میں تو دلچسپ ہوتی ہے مگر امتحان کے لیے یاد کرنے سے ہم ہمیشہ بھاگتے رہے ہیں۔رنگین و سادہ اشتہارات نے رسالے کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔ہاں ایک کمی ہے وہ ہے تصاویر کی' مختلف قائدین یا سیاسی جلسوں کی کچھ تصاویر بھی دے دی جاتیں تو اور اچھا لگتا۔آپ کا اندازِ بیان معلوماتی اور دلچسپ ہے' ان شاء اللہ روزانہ تھوڑا تھوڑا زیرِ مطالعہ رہے گا۔میں آپ کو اِس کاوش کے لیے مبارکباد دیتی ہوں۔

(مسز جاوید' جنوبی بلاک' مشرقی کالونی' وہاڑی)

رسالہ کے ہمراہ گرامی نامہ ملا۔آپ کا شکوہ بجا' سوائے ندامت کے میرے پاس کچھ نہیں۔ مرحوم اقتدار احمد صاحب نے ایک تعلق کی بنا پر شفقت فرمائی اور ندائے خلافت اعزازی طور پر میرے نام جاری فرمایا۔اپنی دفتری اور گھریلو مصروفیات کی بنا پر آپ سے رابطہ نہ کر سکا اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور شرمندہ بھی۔

ندائے خلافت کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ارتداد کے سیاہ دور میں نور ہدایت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔فلسطین نمبر' علامہ اقبال نمبر (پیامِ اقبال)' عراق نمبر' نظریہ پاکستان نمبر اور اب تحریک پاکستان نمبر نکال کر آپ نے قوم پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ مردہ قوم کے لیے مہمیز کا کام سرانجام دیا ہے۔

میں نہ صرف یہ کہ بڑی توجہ اور تفکر کے ساتھ ندائے خلافت کا مطالعہ کرتا ہوں' بلکہ دفتر کے کئی احباب کو بھی مطالعہ کے لیے دیتا ہوں۔علاوہ ازیں خاص خاص مضامین کی فوٹو کاپیاں کروا کر عام لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں۔نمونے کے طور پر چند فوٹو کاپیاں جو ایک آدھ موجود تھی' بھیج رہا ہوں۔

واپڈا میں ملازم ہوں۔18 کروڑ کے سٹور کا انچارج ہوں۔2002ء میں ریٹائرڈ ہو گیا تھا' محکمہ نے مزید 3 سال کی Extention دے دی۔ (خاکسار قاضی محمد امین الدین اعوان)

آپ کا نوازش نامہ ہمراہ ''ندائے خلافت'' موصول ہوا۔آپ جناب کی شفقت و محبت کا بڑا ہی ممنون ہوں۔

جہاں تک ''ندائے خلافت'' پر رائے زنی کا تعلق ہے' سو میرا خیال ہے کہ اللہ نے سورج کو اس لیے نہیں بنایا کہ اس کو چراغ دکھایا جائے۔جب تک اللہ کا دین اس ملک خداداد میں مکمل طور پر رائج نہیں ہو جاتا' ہماری زندگی میں سکون و اطمینان نہیں آ سکتا۔ظالم اور بے دین حکمرانوں نے شرفاء اور عوام کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔مسلسل بڑھتی ہوئی مہنگائی' بے روزگاری اور بدامنی نے اس معاشرے میں سکھ کا سانس لینا دشوار بنا دیا ہے۔ان مشکل حالات میں آپ کا رسالہ ہمارے لیے دِل کی تسلی اور دین سے تعلق کا باعث ہے۔سخت حیرت کی بات ہے کہ عوام بھی اپنا شعورِ حیات کھوتے چلے جا رہے ہیں۔اور ایک ایسی سمت میں رواں دواں ہیں جس کی منزل کا کوئی پتہ نہیں۔

''ندائے خلافت'' میں کچھ عرصہ پہلے تک محترم جناب ڈاکٹر صاحب سے سوال و جواب کا سلسلہ شائع کیا جاتا تھا' نہ جانے اس کو کیوں بند کر دیا گیا ہے۔براہِ مہربانی اگر یہ دوبارہ شروع ہو تو مزید تسکین کا باعث ہو گا۔اگر جناب ڈاکٹر صاحب مناسب خیال کریں تو ''ندائے خلافت'' کا ایک صفحہ سوال و جواب کے لیے رکھ دیں' جس میں مجھ جیسے لوگ سوال کر کے فیض یاب ہوں۔یہ ایک بڑی خدمت ہو گی۔ (فرید اللہ' لاہور)

''ندائے خلافت'' بالکل باقاعدگی سے مل رہا ہے۔اس کی خوبیوں اور فوائد کے بارے میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ یہ دینی' تاریخی' سیاسی' معاشرتی معلومات کے لیے ایک بے بہا خزانے کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کی تمام کاپیاں میرے پاس محفوظ ہیں۔تاریخ کی طالبہ ہونے کی حیثیت سے ہر تاریخی مضمون گہری دلچسپی اور توجہ سے پڑھتی ہوں۔باقی کالم بھی اپنی جگہ بہت عمدہ ہیں۔حافظ عاکف سعید صاحب کے خطبات اور قرآنی تعلیمات کو پرچے کی روح کہنا چاہیے۔نہ صرف گھر والے بلکہ میل جول والے بھی سب رسالے کی تعریف کرتے ہیں۔اس کے قارئین کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کے رفقاء کی ساعی جمیلہ' خدمت اسلام' خدمتِ قوم و وطن پر انہیں اجر عظیم دے اور اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔آمین!

(مخلص: نورا کینہ قاضی' گجرات)

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔''ندائے خلافت'' کے تازہ خصوصی شمارے (تحریک پاکستان نمبر) کے ساتھ آپ کا گرامی نامہ بھی ملا۔میں کوئی خط و کتابت نہیں رکھ سکا تاہم محترم عاکف سعید صاحب اور محترم حافظ خالد محمود خضر صاحب سے پرچے کے معیار اور دیگر امور پر بات ہوتی رہی ہے۔میں چار سال اس پرچے کا معاون اور نائب مدیر رہا ہوں۔جہاں تک پرچے کے معیار کا تعلق ہے تو محترم و مکرم سید قاسم محمود مدظلہ کا مرتب کردہ تحریکات اسلامی پر سلسلہ مضامین بہت مفید ہے۔اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔جہاں تک خصوصی شماروں کا تعلق ہے تو یہ محترم شاہ صاحب کا ایسا کارنامہ ہے' جسے علم و ادب کی تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔

تحریک پاکستان نمبر بہت خوب ہے' گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔بڑی بڑی کتابوں سے مستغنی کر دینے والا مواد ہے۔اہل علم' اساتذہ اور صاحبان منبر و محراب کو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔اگر یہ کتابی صورت میں آ جائے تو بہتر ہے اور ہر لائبریری' ادارے' مکتب کی ضرورت ہے۔مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات میں تبصرے شائع کرائے جائیں تا کہ پرچے کا تعارف وسیع حلقہ تک پہنچ سکے۔

عصر حاضر میں ''پروڈکشن'' ایک کام ہے جبکہ اس سے زیادہ اہم کام ''مارکیٹنگ'' ہے۔ادارہ ''ندائے خلافت'' بالعموم اور حضرت سید قاسم محمود صاحب مدظلہ' بالخصوص اس علمی کاوش پر مبارک باد کے مستحق ہیں' اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

میں نے قرآن اکیڈمی سے بہت کچھ سیکھا ہے' ایک سالہ کورس کے دوران بھی اور ملازمت کے دوران بھی۔میں اس ادارے کا حق ادا نہیں کر سکتا اور یہ بات میں اسمانہیں بلکہ پورے شعور کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔آج اگر ہمارے اندر کوئی خیر ہے تو اس میں جہاں ہمارے کئی ایک محترم اساتذہ کا کردار ہے' وہی کردار تعلیمی اداروں کا بھی ہے' جن میں سب سے زیادہ قرآن اکیڈمی کا حصہ ہے۔ میں نے خصوصی شماروں کو عام کرنے کی اپنی سی کوشش پہلے بھی کی ہے اور اب بھی کر رہا ہوں۔میرے کئی ایک دوستوں نے خصوصی شمارے منگوائے ہیں۔ (فقط: نثار احمد ملک' چکوال)

تنظیم اسلامی کوئٹہ کا ماہانہ شب بسری پروگرام

مورخہ 9اپریل نماز مغرب کے بعد تنظیم اسلامی کوئٹہ کا ایک شب بسری پروگرام ملتزم رفیق جناب شیخ قدیر احمد صاحب کے گھر پر منعقد ہوا جو کہ مورخہ 10اپریل صبح ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔

نماز مغرب کے بعد جناب عبدالسلام عمر صاحب نے ''نجات کی راہ سورۃ العصر کی روشنی میں'' کے موضوع پر درس دیا' اس درس مین رفقاء سمیت 22افراد نے شرکت کی یہ درس محلہ کی مسجد میں ہوا۔ اس کے بعد میزبان رفیق کے گھر پہ رفقاء واحباب کا تعارف ہوا اور بقیہ پروگرام کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔

نماز عشاء کے بعد رفقاء نے آرام کیا۔ 10اپریل کی صبح تقریباً ساڑھے تین بجے رفقاء بیدار ہوئے اور انفرادی طور پر نوافل اور نماز تہجد ادا کی گئی۔ بعد نماز فجر جناب سلیمان قیوم صاحب مسجد میں درس حدیث دیا۔ کچھ دیر آرام اور ناشتہ کے بعد جناب محبوب سبحانی صاحب نے ''تنظیم اسلامی اور ہم عصر تحریکیں اور ان کے طریقہ کار کا فرق' چارٹ پر واضح کر کے سمجھایا۔ بعد میں سوال و جواب بھی ہوئے۔ یہ پروگرام تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اس کے بعد ساڑھے نو بجے صبح دُعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مرتب: جاوید انور)

تنظیم اسلامی لانڈھی کے زیر اہتمام بانی تنظیم کا خطاب

تنظیم اسلامی لانڈھی کے زیر اہتمام 25مارچ بروز جمعۃ المبارک بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کلمۂ طیبہ اور ہمارے دینی فرائض کے موضوع پر خطاب عام کیا۔ بانی محترم کے اس خطاب عام کے لیے لانڈھی تنظیم نے انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ کام کرتے ہوئے انفرادی ملاقاتوں میں لوگوں کو نہ صرف اس پروگرام کی دعوت دی بلکہ تنظیمی لٹریچر بھی ساتھ ساتھ فراہم کیا۔ رفقاء تنظیم اسلامی نے علاقے کے معززین جن میں علما' مساجد کے خطیب' مختلف مذہبی و دینی جماعتوں کے عمائدین انجمنوں کے صدور مسجدوں کی انتظامیہ، ناظمین' نائب ناظمین کونسلرز حضرات اور ذاتی رابطوں میں موجود احباب سے ذاتی ملاقات کر کے پروگرام کی دعوت دی۔ ان تمام محنتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ 25مارچ کو پروگرام شروع ہونے سے پہلے نشستیں مکمل بھر چکی تھیں۔ پروگرام کا آغاز حافظ راشد صاحب کی سورۃ الحج کے آخری رکوع کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد لانڈھی تنظیم کے رفیق جمال احمد صاحب نے اپنی دل سوز آواز میں کلام اقبال پیش کیا۔ ناظم حلقہ جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے بانی تنظیم اور تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً اندازے کے مطابق تقریباً 3500 تا 4000ہزار مرد وخواتین نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

بانی محترم نے انتہائی مدلل انداز میں کلمۂ طیبہ کے پہلے حصے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کو معبود مان کر اہل ایمان کو غلامی کی روش اختیار کرنی ہوگی جزوی بندگی کو اللہ پسند نہیں کرتا بلکہ پوری زندگی میں اللہ کی کبریائی والا نظام قائم کرنا خالص عبادت ہے۔ کلمہ طیبہ کے دوسرے حصہ کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ محمد ﷺ پر ایمان کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم شہادت علی الناس کے فریضہ کی انجام دہی میں اپنی توانائیں کھپائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آخرت میں دوسری قومیں ہمارے اوپر خزانے کا سانپ ہونے کا دعویٰ کر دیں کہ نہ تو انہوں نے قرآن اور شریعت سے استفادہ کیا اور نہ دوسروں تک اس کا پیغام پہنچایا۔ آپ نے کہا کہ شہادت علی الناس کا حق ادا کرنے کے لیے اقامت دین یعنی دین کا غلبہ ضروری ہے اور جب تک پورا نظام اسلامی نہیں ہو جاتا اپنے اختیار میں رہتے ہوئے اسلام پر عمل کیا جائے' گھر پر شرعی پردہ کا نفاذ کیا جائے اور انفرادی طور پر سود کے لین دین سے علیحدہ رہا جائے۔

(رپورٹ: محمد عمیر)

تنظیم اسلامی کورنگی کا دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی کورنگی کے زیر اہتمام پہلے تفہیم دین کورس کے تیسرے مرحلے کا پروگرام مورخہ 3اپریل 2005ء کو قرآن مرکز کورنگی میں منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کا مقصد ذاتی دعوت کے ذریعے احباب کو چار مختلف مراحل میں اقامت دین کی دعوت تک پہنچانا ہے۔ تیسرے مرحلے کے اس پروگرام میں جن احباب کو مدعو کیا گیا تھا ان حضرات کو اس سے پہلے منعقد کیے گئے دو مراحل سے گزارا جا چکا تھا۔ اس کورس میں کل دس احباب شریک ہوئے۔

یہ تفہیم دین کورس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے شروع ہوا جبکہ اس کورس کے مدرسین کے فرائض جناب ڈاکٹر محمد الیاس اور جناب عامر خان صاحبان نے انجام دیئے۔

کورس کو دوران نماز ظہر کا وقفہ کیا گیا اور شرکاء نے نماز ظہر قرآن مرکز سے متصل مسجد میں باجماعت ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد کورس کے باقی موضوعات پر مدرسین نے شرکاء کے سامنے بھرپور انداز میں اقامت دین کے تقاضوں کو پیش کیا۔ جبکہ ہر سیشن کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ جس میں مدرسین نے سوالات کے مدلل انداز میں جوابات دیئے۔ اس طرح یہ پروگرام تقریباً دو بجکر چالیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ جس کے بعد شرکاء کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا اور مندرجہ بالا موضوعات کے متعلق کتابیں اور کیسٹیں تحفتاً پیش کی گئیں۔

(رپورٹ: قیصر علی)

حلقہ لاہور کے امراء اور نقباء سے امیر تنظیم اسلامی کی خصوصی ملاقات

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی خواہش تھی کہ وہ حلقہ لاہور کے ذمہ داران یعنی امراء ونقباء سے مشترکہ طور پر ایک خصوصی ملاقات کریں۔

جامع مسجد بنت کعبہ سمن آباد میں یہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی صدارت امیر تنظیم اسلامی نے کی۔ امیر حلقہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ خلجی صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے بورڈ کی مدد سے تنظیم اسلامی کے تنظیمی ڈھانچے کو واضح کیا اور بتایا کہ نقیب کی ذمہ داریوں کا تصور صرف اسرہ کی سطح پر نہیں ہے بلکہ یہ مقامی تنظیم' حلقہ اور ناظم اعلیٰ تک کی سطح پر بھی موجود ہے۔ اس کو جب پوری طرح عمل میں لایا جائے گا تو اس کے بہت صحیح نتائج نکلیں گے۔ انہوں نے واضح کیا کہ مرکز کی سطح پر کرنے کے کام تین ہیں۔ (1) جائزہ لینا (2) نگرانی کرنا (3) رہنمائی دینا۔ حلقہ جات چونکہ مرکز ہی کی توسیع ہیں۔ لہٰذا ان کے ذمہ بھی یہی تین کام ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک اضافی کام بھی ہے اور وہ ہے توسیع دعوت کے امکانات تلاش کرنا۔ جب کہ مقامی تناظیم کی سطح پر کرنے کے کام تین ہیں۔ (1) دعوت (2) تنظیم (3) تربیت۔ انہوں نے اجتماعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسرہ کی سطح پر دو قسم کے اجتماع ہیں۔ ایک اسرہ جاتی اور دوسرے حلقہ ہائے قرآنی' جب کہ تنظیم کی سطح پر ماہانہ دعوتی اجتماع ہے۔ دعوت کو دیکھیں تو یہ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ تربیت کے لیے تعلیم دی جائے گی' علم دین پھیلایا جائے گا اور خود مثال بن کر سامنے آنا پڑے گا۔ تنظیم کا مطلب ہے نظم کا عادی ہو جانا۔ مندرجہ بالا چیزیں جسد ہیں اور ان کی روح مشاورت ہے۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے صدارتی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ حلقہ لاہور کے ٹاپ لیول پر ایک تبدیلی آئی ہے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب کو امیر حلقہ لاہور بنایا گیا ہے اور مرزا ایوب بیگ صاحب کو مرکزی شعبہ نشر واشاعت کا ناظم مقرر کیا ہے۔ اس حوالے سے میں نے آپ کے تمام امراء سے فرداً فرداً مشاورت کر لی تھی۔ مجھے امید ہے کہ آپ جس طرح پہلے امیر حلقہ مرزا ایوب بیگ صاحب سے تعاون کرتے رہے ہیں ان شاءاللہ ان سے بھی بھرپور تعاون کریں گے۔ امیر تنظیم نے امیر اور مامور کے تعلق کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ ابھی خلجی صاحب نے آپ پر یہ واضح کیا ہے کہ نقیب کی ذمہ داریوں کا تصور اسرہ/ تنظیم/ حلقہ اور ناظم اعلیٰ تک موجود ہے۔ ہر امیر/ نقیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کا اپنے رفقاء یعنی مامورین سے رویہ کیسا ہو؟ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' ''اے نبی ﷺ یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہیں ورنہ اگر کہیں آپ تند خو اور سنگ دل ہوتے تو سب آپ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔ لہٰذا آپ ان کے قصور معاف کرتے رہیں ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں [illegible] کے کام میں ان کو شریک مشورہ کریں۔ اور پھر جب آپ کا عزم کسی رائے پر پختہ ہو جائے تو اللہ پر

بھروسہ کریں۔ یقیناً اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کے بھروسے پر کام کرتے ہیں"۔ اس کا پس منظر غزوہ احد ہے جس میں چند صحابہ کرامؓ کی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید چرکہ لگا۔ 70 صحابہؓ شہید ہوئے۔ اس پس منظر میں حضورﷺ کو جو ہدایات دی جا رہی ہیں ان سے ایک شفیق اور سمجھدار باپ کے اور اس کے رویہ کا تصوّر ابھرتا ہے۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (1) امیر اپنے مامورین کے لیے رحمت و شفقت رکھتا ہو۔ (2) نرم خو ہو۔ اس میں نرمی ہو سختی نہ ہو۔ یاد رکھئے یہاں تنظیم میں جو بھی شخص آیا ہے وہ رضاکارانہ طور پر آیا ہے وہ ملازم نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ رویہ نرمی کا ہو۔ (3) ان کی غلطیوں' خطاؤں پر عفو و درگزر کا مظاہرہ کرے۔ (4) اپنے مامورین کے حق میں استغفار کرتا رہے اور (5) ان کو مشورے میں شریک کرے۔ یہ زریں اصول ہیں۔ غزوہ احد کے بعد سب کے دل زخمی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو بھی اپنی کمی کا احساس ہو چکا ہے' جب آنحضورﷺ نے درگزر فرماتے ہوئے ان کو اپنے مشورے میں شریک کر لیا تو ان کے دلوں میں کیسی محبت اور جاںنثاری کی کیفیت پیدا ہوئی ہوگی۔ اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے اور وہ جماعت بنیان مرصوص کیوں نہ بنی ہوگی۔ لہٰذا اپنے مامورین کے بارے میں ہر امیر / نقیب اس تصور کو آئیڈیل کے طور پر اپنے سامنے رکھے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دے' پھر آپ دیکھیں گے کہ اس سے کیا خیر برآمد ہو گا۔ بعد نماز عشاء اجتماعی کھانے کے بعد اس محفل کا اختتام ہوا۔ (مرتب: محمد یونس)

سہ روزہ پروگرام شیخوپورہ حلقہ لاہور ڈویژن

شعبہ دعوت و تفریغ اوقات کی اطلاع کے مطابق یکم تا 3 اپریل 2005ء کا سہ روزہ پروگرام شیخوپورہ قرار پایا۔ جہاں مسجد خدیجۃ الکبریٰ غوث نگر میں منعقد ہوا۔ تاکہ رفقاء اپنے فکر کے استحکام' حرکی تربیت حاصل کریں اور داعی الی اللہ بنیں اور اپنے عملی کردار سے شہادت علی الناس کے فریضہ کو احسن طریقہ سے ادا کر سکیں۔ جس کے لیے جان' مال اور وقت لگانا ضروری ہے۔ اس کے لیے تمام رفقاء کو دلچسپی کے ساتھ شمولیت کرنی چاہیے۔ اس سے انہیں اصلاح کے ساتھ تنظیم کا فکر عام ہوگا۔ چنانچہ اس پروگرام کا مرکز مسجد خدیجۃ الکبریٰ ہی رہا۔

یکم اپریل: 1) خطاب جمعہ ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد یعقوب صاحب (ہارون آباد) نے فرمایا جو تنظیم کے رفیق بھی ہیں۔ عصر کے بعد راقم اور مغرب کے بعد مولانا یعقوب نے درس دیا۔ 2) جامع مسجد حافظ ارشاد احمد جہانگیر آباد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے "سچا اُمتی کون" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بارہ سو کی حاضری رہی۔ 3) جامع مسجد الحق سٹیڈیم پارک' امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈاکٹر غلام مرتضٰی نے "عبادت رب" کے موضوع پر خطاب جمعہ فرمایا۔ حاضری دو سو کے قریب رہی۔ 4) جامع مسجد عائشہؓ ٹیکسٹائل ملز لاہور روڈ مرکزی ناظم دعوت جناب چودھری رحمت اللہ بٹر نے خطاب جمعہ فرمایا۔ حاضری پانچ سو رہی۔ 5) بعد نماز مغرب جناب محمد سجاد میاں کی رہائش گاہ پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے "اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے مطالبہ" کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اس میں میاں صاحب نے علاقہ کے اہل دانش علم' انجینئر' ڈاکٹرز' پروفیسرز حضرات کو مدعو کیا گیا تھا۔ آخر میں دعوت طعام بھی تھی۔

2 اپریل: 1) بعد نماز عصر مسجد الحق میں جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے شہادت علی الناس پر۔ 2) اور صبح دس بجے گورنمنٹ کمرشل کالج کے اسٹاف کے سامنے بھرپور دعوت فکر دی۔ 3) بعد نماز ظہر مسجد عائشہ ٹیکسٹائل ملز جناب رحمت اللہ بٹر نے "شہادت علی الناس" پر خطاب فرمایا۔

3 اپریل: 1) بعد نماز عصر مسجد الحق میں جناب بٹر صاحب نے اقامت دین پر۔ 2) بعد نماز مغرب جامع مسجد توحیدیہ میں تفصیلی دعوت "عبادت رب اور شہادت علی الناس" کے موضوع پر دی۔

4 اپریل: جامع مسجد ارشاد جہانگیر آباد بعد نماز عصر انہوں نے بھرپور دعوتی تقریر فرمائی۔

مرکز جامع خدیجۃ الکبریٰ میں نائب ناظم جناب محمد اشرف وصی صاحب اپنے مخصوص انداز میں فرائض دینی کا جامع تصور کو راسخ کرنے کی بورڈ پر مشق کروائی۔ جس میں تمام رفقاء نے دلچسپی کے ساتھ شرکت کی اور اس کے علاوہ بعد نماز عصر و مغرب' دعوتی پروگرام جاری رہا۔ کئی بچھڑے رفقاء بھی آئے۔ راقم اور ندیم سہیل نے علاقہ میں رابطے کا کام کیا۔ اور تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی امید ہے تنظیم کے ملحقہ قافلہ میں رفقاء کا اضافہ ہوگا۔ (رپورٹ: محمد عبدالرشید رحمانی)

ایک روزہ تربیتی و تنظیمی اجتماع

تنظیم اسلامی کے اسرہ سیٹلائٹ ٹاؤن اور اسرہ شہر صادق آباد نے مشترکہ طور پر 27-3-05 کو بروز اتوار تنظیم اسلامی کے دفتر میں ایک روزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ ملتزم رفقاء کی حاضری سو فیصد رہی۔ اجتماع کا آغاز راقم کے درس قرآن بعنوان "راہِ نجات (سورۃ العصر کی روشنی میں)" سے ہوا۔

تحفہ لینے اور دینے کے حوالے سے درسِ حدیث جناب مسلم جاوید صاحب نے دیا۔ دس منٹ کے وقفے کے بعد قرآن مجید کی آخری دس سورتیں اور دو مسنون دعائیں زبانی یاد کرائی گئیں۔ بعد ازاں نماز ظہر' طعام کا وقفہ اور قیلولہ کے لیے وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد پروگرام یہ طے ہوا کہ حافظ خالد شفیع صاحب (ناظم تربیت حلقہ بالائی سندھ) کے ماہانہ درسِ قرآن کے لیے گھر گھر' دوکان دوکان دعوت دی جائے اور نمازوں کے بعد مساجد میں نمازی حضرات سے اس نورانی پروگرام میں شرکت کی درخواست کی جائے۔

مغرب کی نماز کے بعد غلام نبی ہوٹل کے ہال میں جناب پروفیسر حافظ خالد شفیع صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ حافظ صاحب نے کہا کہ قرآن یقین رکھنے والوں کے لیے باعثِ شفاء بھی ہے اور ذریعہ ہدایت و فلاح بھی' اللہ ہمیں صراط مستقیم کا حقیقی طالب اور صراط مستقیم کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

درس قرآن کی اس مبارک مجلس میں 30 ساتھی شریک ہوئے۔ دعا کے بعد چائے اور مٹھائی سے شرکائے مجلس کی تواضع کی گئی۔ (رپورٹ: مشتاق حسین ضیائی)

اسرہ مروٹ کا ماہانہ تربیتی اجتماع

اسرہ مروٹ کا اجتماع جو کہ پہلے بہاولپور کے ساتھ منعقد ہوتا تھا اب ہر ماہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مروٹ ہی میں منعقد ہوا کرے گا اس ماہ یکم اپریل کو بعد نماز عصر سے پروگرام شروع ہوا اور نماز عشاء تک جاری رہا۔ پروگرام کا آغاز امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد صاحب کے منتخب نصاب نمبر 2 کے سلسلہ وار درس سے ہوا۔ آپ نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی اساس کو قرآنی آیات و احادیث رسولﷺ سے نہایت عام فہم انداز میں رفقاء و احباب پر واضح کیا۔ نماز مغرب کے بعد راقم نے سورۃ المومنون کی پہلی گیارہ آیات کا مذاکرہ کروایا۔ جس میں رفقاء نے دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ صاحب نے درس حدیث دیا۔ اور نماز عشاء کے بعد چند باتیں رفقاء کے ساتھ کیں اور دعا کے ساتھ ہی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: سجاد سرور)

بقیہ: خواتین کے حقوق

غنیمت کے بہترین حصے کو صفیہ کہتے تھے چنانچہ صفیہؓ کے نام سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔ حضورﷺ نے ان کو اسلام پیش کیا اور فرمایا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے نکاح کر لوں گا۔ انہوں نے دونوں پیشکشیں قبول فرمالیں۔

اگر ہم صرف وہ حقوق جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک مسلمان عورت کو عطا فرمائے اور نبیُ رحمت کے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے آخری جملوں میں سے ایک جملہ جو بتکرار کہا گیا لوگو! عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا کہ دونوں کمزور مخلوق ہیں۔ وہی حقوق ہم مسلمان عورتوں کو مل جائیں تو ہماری ترقی اور خوشحالی کے لئے کافی ہیں ورنہ دنیا کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتی کہ ہر گھر میں ایک سپاہی ڈنڈا لیے کھڑا ہو کہ مانتے ہو کہ نہیں۔ بس دل میں تقویٰ آجائے تو پھر میاں ہو یا بیوی ہر کوئی اپنے حقوق' اللہ سے ڈر کر ادا کرے گا اور معاشرہ' تشدد روش سے نکل آئے گا۔ اور مسلمان عورت باغی ہونے سے بچ جائے گی۔ گھر کا نظام اگر ٹوٹنے سے بچانا ہے تو ہمیں اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی ورنہ جسے ہم ترقی سمجھ رہے ہیں وہی ہماری تباہی کا باعث بن جائے گی۔

عالم اسلام کی خبریں

یہودی بستیوں کے نئے منصوبے

اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے حالیہ امریکی دورے کے ذریعے فلسطینی علاقوں میں نئی یہودی بستیوں کی تعمیر کے سلسلے میں حمایت حاصل کرلی ہے۔ امریکا بظاہر ان بستیوں کی تعمیر کا مخالف ہے لیکن خفیہ طور پر وہ اسرائیلی حکومت کی پشت پناہی کررہا ہے۔ عیار شیرون نئی فلسطینی حکومت کو دھوکہ دینے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کررہا ہے۔ مثلاً اس نے اعلان کیا ہے کہ غزہ سے سات ہزار یہودی آبادکاروں کا انخلا جلد شروع ہوجائے گا۔ مگر ساتھ ہی اس نے اعلان کیا کہ مغربی کنارے میں مزید یہودی بستیاں تعمیر کی جائیں گی۔

اس ضمن میں سب سے خطرناک منصوبے کے تحت مغربی کنارے کی سب سے بڑی یہودی بستی' مالی ادمیم میں ساڑھے تین ہزار نئے گھر بنائے جائیں گے۔ ان کے ذریعے مغربی کنارہ باقاعدہ طور پر مشرقی بیت المقدس سے کٹ جائے گا۔ فلسطینی' ظاہر ہے ان یہودی بستیوں کی تعمیر کے سخت مخالف ہیں۔ انہیں صرف انصاف درکار ہے یعنی ان علاقوں میں فلسطینی ریاست کا قیام جہاں وہ اکثریت میں ہیں۔ جب تک انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے' مشرق وسطیٰ یوں ہی آگ اور خون میں نہاتا رہے گا۔

عراقیوں کی بے چینی

عراق میں 30 جون کو عام انتخابات ہوئے تھے۔ تب سے اب تک ارکان اسمبلی صدر کی حیثیت سے کرد رہنما جلال طالبانی اور وزیراعظم کی حیثیت سے شیعہ رہنما ابراہیم جعفری کا انتخاب کرچکے ہیں۔ انتخابات کے بعد کے ہفتوں میں عراق میں بڑی گہما گہمی رہی لیکن وہ اب تک خاصی سرد پڑ چکی ہے کیونکہ جعفری اپنی حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ متفرق سیاسی جماعتوں کے مابین موجود اختلافات ان کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دے رہے۔ یاد رہے کہ اگر جعفری 7 مئی تک اپنی حکومت نہ بنا سکے تو پھر پارلیمان دوبارہ وزیراعظم کا انتخاب کرے گی۔

اس صورت حال سے سب سے زیادہ عام عراقی پریشان ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ ان کے وطن میں اس لیے مستحکم حکومت قائم نہیں ہو پا رہی کیونکہ امریکا ایسا نہیں چاہتا۔ شاید ان کا یہ خیال درست نہ ہو' گو امریکا یہ ضرور چاہے گا کہ نئی حکومت اس کی زبردست حلیف ہو۔ عراقی حکومت نہ بننے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کرد اور شیعہ رہنماؤں نے سنی رہنماؤں اور موجودہ وزیراعظم ایاد علوی کی جماعت کو بھی حکومت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

طالبان ریڈیو کی نشریات کا آغاز

افغانستان میں طالبان نے پھر افغان حکومت کے خلاف آواز شریعت کے نام سے قائم ہونے والے ریڈیو اسٹیشن کے ذریعے نشریات شروع کردی ہیں۔ فی الحال یہ نشریات جنوبی افغانستان کے پانچ صوبوں میں سنی جاسکتی ہیں۔ یہ صبح چھ سے سات بجے تک اور شام کو بھی سنی جاسکتی ہیں۔ قندھار میں اقوام متحدہ کے ترجمان نے ان نشریات کی تصدیق کی ہے۔

سعودی عرب میں بلدیاتی انتخابات

سعودیہ کے اہم شہروں میں بشمول مکہ مکرمہ' مدینہ' جدہ' ریاض' طائف' تبوک وغیرہ میں بلدیاتی انتخابات مکمل ہوگئے ہیں۔ ان میں علمائے کرام کی اکثریت منتخب ہوئی جو اس حقیقت کی غماز ہے کہ سعودی اپنے علماء پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ سعودی عرب میں 178 میونسپل کونسلیں قائم کی گئی ہیں۔ ان کے آدھے ارکان بذریعہ انتخابات منتخب ہوچکے ہیں جب کہ بقیہ ارکان حکومت نامزد کرے گی۔

جدہ کی سات نشستوں پر علمائے کرام کے نامزد امیدوار کامیاب ہوئے۔ مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' ریاض' دمام اور طائف میں بھی انہوں نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ تبوک میں بھی چھ میں سے تین نشستیں ان کے حصے میں آئیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ کونسلروں کی زیادہ تعداد سرکاری مذہبی انتظامیہ کے برخلاف معتدل سمجھی جاتی ہے اور بیشتر نے جدید تعلیم بھی حاصل کررکھی ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کیونکہ جو رہنما قدیم و جدید علم رکھتا ہو وہ بہتر رہنمائی کی قدرت رکھتا ہے۔ یاد رہے کہ ان انتخابات میں خواتین کو ووٹ ڈالنے سے منع کردیا گیا تھا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین مکالمہ

کیتھولک عیسائیوں کے نئے پوپ' بینی ڈکٹ XVI نے حال ہی میں مسلم رہنماؤں سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ کیتھولک چرچ دیگر مذاہب کے ساتھ مکالمے کا عمل جاری رکھے گا۔ ان کی نیک خواہشات اپنی جگہ تاہم کم از کم ترک حکومت ان کے ماضی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے خوش نہیں۔ پوپ بینی ڈکٹ نے دراصل یورپی یونین میں ترکی کی شمولیت کی مخالفت کی تھی کیونکہ وہ ایک مسلمان ملک ہے جو مختلف قسم کی رکاوٹیں پیدا کرسکتا ہے۔ اسی طرح کئی یہودی تنظیموں نے بھی پوپ کے انتخاب پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ زمانہ طالب علمی میں ہٹلر کی یوتھ لیگ کے رکن تھے۔ گو انہوں نے بیان دیا ہے کہ اس زمانے میں ہر طالب علم کو یوتھ لیگ کا رکن بننا پڑتا تھا۔

بنگلہ دیش میں رشوت کی گرم بازاری

رشوت کے خلاف سرگرم عمل مشہور ادارے ''ٹرانسپرینسی انٹرنیشنل'' کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ بنگلہ دیشی حکومت کے رشوت خور افسر ہر سال عوام الناس سے 67.69 ارب ٹکا بطور رشوت وصول کرتے ہیں۔ ان سرکاری افسروں کا تعلق مختلف محکموں سے ہے۔ مثلاً پولیس' عدالتیں' شعبہ تعلیم' زمین کی خرید و فروخت سے متعلق محکمہ' بینک' محکمہ ٹیکس وغیرہ۔ عدالتوں سے منسلک عملہ سب سے زیادہ رشوت لیتا ہے یعنی 20.420 ارب ٹکا سالانہ۔ دوسرے نمبر پر زمین کی خرید و فروخت سے متعلق عملہ ہے جو سالانہ 18 ارب ٹکا رشوت لیتا ہے۔ پھر پولیس والوں کا نمبر آتا ہے جو ہر سال عوام الناس سے 11.343 ارب ٹکا ٹھگتے ہیں۔ پاکستان میں بھی رشوت ستانی کی صورت حال کچھ زیادہ مختلف نہیں۔

دریں اثناء بنگلہ دیش اور بھارت کی سرحدوں پر تناؤ کی کیفیت برقرار ہے۔ 25 اپریل کو بھارت کی سرحدی سیکورٹی فورس نے گولی مار کر دو مزید بنگلہ دیشی موت کے گھاٹ اتار دیے۔ اس طرح 16 اپریل سے چھ افراد گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔

کویتی خواتین اور ووٹ ڈالنے کا حق

کویت کی پارلیمان نے ایک بل منظور کرلیا ہے جس کے ذریعے اب کویتی خواتین بھی بلدیاتی انتخابات میں ووٹ ڈال سکیں گی۔ اس طرح اب امکان پیدا ہوگیا ہے کہ مستقبل میں کویتی پارلیمان خواتین کو عام انتخابات میں بھی ووٹ ڈالنے کی اجازت دے دی گی۔ حکومت نے اس ضمن میں ایک بل پچاس رکنی پارلیمان میں پیش کررکھا ہے۔

اکبر ہاشمی رفسنجانی کا ارادہ

ایرانی رہنما اکبر ہاشمی رفسنجانی طویل عرصے تک ایران کے صدر رہے ہیں۔ اب انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ بھی 17 جون کو ہونے والے صدارتی انتخابات میں حصہ لیں گے۔ رفسنجانی معتدل مزاج رہنما سمجھے جاتے ہیں۔ انتخابات میں ان کا سخت مقابلہ روایت پسندوں سے ہوگا۔

been stolen!! In case you are wondering, the gold and silver that used to be in the coins has not disappeared or corroded, it's weighing down the Swiss vaults like never before.

During the Vietnam war, there were over 500,000 military personnel that had to be fed, housed, paid, hospitalized and entertained while they weren't busy dropping expensive bombs, and chemicals on a barefoot peasant population. This was indeed a very costly war. But the American elite simply spent, and spent and spent. Of course the elite knew that the American people would have cut off funds for the war if they had been given an opportunity to do so. Instead, the elite used the treasury's printing presses to pay for the Vietnam War. The American government secretly printed as much paper money as it wanted or needed to carry on the War. Eventually, foreign bankers, who suspected this might have been going on (i.e. that paper money was being printed without actually creating the real wealth to redeem it), called America 's bluff by demanding to redeem their American paper dollars for actual gold.

Finally, the US refused to redeem 35 American paper dollars for an ounce of real gold!! The deceit had at last been exposed.

Real money thus has intrinsic value, while paper money has none. Its only value is that conferred upon it by market forces. Its market value will last only for as long as, and to the extent that, there is public confidence in it and demand for it in the market.

Demand is itself based on confidence, and confidence is something that can be manipulated (as Malaysia 's Prime Minister has now recognized, and as Indonesia has recognized too late).

So long as governments controlled the so-called free-currency markets, they could intervene to protect public confidence. But the currency market is now controlled by the most vicious of all speculative forces, forces fuelled by compelling greed with no loyalties. Anything that seriously disturbs market confidence will cause the speculative stampede and deflate the bubbles of the so-considered great economies.

The collapse of money in what may best be described as a 'money meltdown', will witness the final success of the European (who became Zionists) in their more than a thousand years of struggle for Zionist rule over the whole world. Those who have real money will survive the meltdown, while those speculators who successfully exploit the collapse will make the greatest profits ever. The masses will lose their wealth and be enslaved. They will be caught with worthless paper parading as money. That is the financial holocaust that is certain to occur.

Notes

[1] William C. Varner, "Behind the Balfour Declaration," The Friends of Israel Gospel Ministry, Inc.

[2] "A brief history of funny money The Economist (Jan 6 1990): p21

بقیہ: اداریہ

کا سہرا باندھتے تھے اور ان ہی کے اشارے پر مولانا سب سے الگ کھڑے نظر آتے تھے۔ اس پر حکومتی ایوانوں میں اگر مولانا کے حوالے سے یہ تاثر پختہ ہو چکا ہے کہ مولانا تو اشاروں کنایوں پر حرکت کرتے ہیں لہٰذا گھر کی مرغی دال برابر سمجھتے ہوئے اگر انہوں نے مولانا کی توہین کو بھی معمول کی کارروائی کے طور پر لے لیا تو یہ زیادہ قابل تعجب بات نہیں' حالانکہ یہ بیرون ملک پاکستان کی عزت و آبرو کا سوال تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جو کچھ کیا اسے ان کی جذباتی اور جولانی طبیعت کا حصہ قرار دیا جا سکتا ہے لیکن بہر حال قومی وقار کے تحفظ کے حوالہ سے یہ حساسیت لائق تحسین ہے۔ لیکن موجودہ حکومت قومی وقار کو شاید کوئی اضافی اور فالتو شے سمجھتی ہے حالانکہ کسی عام سیاست دان سے بھی ایسا سلوک ہوا ہوتا تو وہ بھی نا قابل برداشت تھا چہ جائیکہ ایک ایسے عالم دین کے ساتھ یہ سلوک ہوا جس کے علم کی بہر حال ایک دنیا معترف ہے اور جو ملک کے چوٹی کے مذہبی سیاسی قائدین میں شمار ہوتے ہیں۔ اس سانحہ پر بھی اگر ہماری روشن خیال حکومت کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر ہم دعا ہی کر سکتے ہیں۔

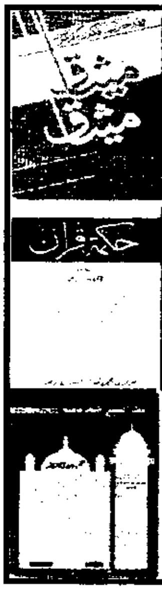

جرائد 2004

(میثاق' حکمت قرآن' ندائے خلافت)

2004 کے تمام جرائد ایک سی ڈی میں یکجا کر دیے گئے ہیں

علاوہ ازیں جرائد 2002 اور 2003 کی CDs بھی دستیاب ہیں

قیمت صرف =/۳۰ روپے*

* علاوہ ڈاک خرچ

مکتبہ خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

www.tanzeem.org maktaba@tanzeem.org

شعبہ سمع وبصر کی خصوصی پیشکش

DVD VIDEO بیان القرآن

اب 14DVDs میں دستیاب ہے

قیمت: 1150 روپے علاوہ کوریئر چارجز

پاکستان میں کوریئر چارجز 150 روپے ہوں گے

بیرون ملک سے منگوانے کی صورت میں کوریئر چارجز 3000± روپے ہوں گے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

emerged the secular State of Turkey which is touted as a model for the rest of the Muslim world.

Indeed the secular leadership of Turkey promptly negotiated an offensive and defensive alliance with the same Britain that had played the leading role in the dismemberment of the Ottoman empire . But Britain was so devastated by the war that the USA replaced Britain as the Ruling State in the world.

The US taking the reigns of Ruling State in hands was confirmed during the period between the two world wars and then after the Second World War. For example, during the Second World War it was an American General, Dwight Eisenhower, who led the allied troops. Then in 1944 the Bretton Woods conference on the establishment of a new international monetary system delivered a convincing statement on Britain 's new diminished status when it selected the US dollar as the new international currency replacing the Sterling pound.

The International Monetary Fund and the World Bank replaced the Bank of England as the premier financial institutions in the world. And Washington replaced London as the financial capital of the world thus controlling the money of the world. After the war was over it was USA that had to rebuild the British and European economies through the Marshall Plan. In the 1956 Suez crisis and again in the Cuban missile crisis of 1963, USA convincingly demonstrated its new status as the Ruling State in the world.

The way the US is losing it

The US is as much strangely obsessed with the Holy land as was Britain as the Ruling State in the world (e.g., the Balfour Declaration). The British people were themselves incapable of explaining this strange obsession. So too are the Americans: totally incapable of explaining the administration's strange obsession with Israel . The USA was the first State in the world to 'recognize' the new State of Israel when it declared its independence in 1948, and it is the last standing by it in defense of all its crimes and defiance of all international laws and norms of decency.

Just like the present American thinking, in the British strategic thinking, the Zionists appeared as a potential ally capable of safeguarding British imperial interests in the region.

Furthermore, as British war prospects dimmed throughout 1917, the War Cabinet calculated that supporting a Zionist entity in Palestine would mobilize America 's influential Zionist community to support United States intervention in the war and sway the large number of Jewish Bolsheviks who participated in the 1917 Bolshevik Revolution to keep Russia in the war.

Presently, the situation is totally different from the times when the US was using Israel as a gangster for bullying others in the region, particularly during the cold war era when Egypt , Syria , Iraq and others fell into the lap of Soviet Union .

The situation at the time of British obsession with Zionists was very much different. Fears were voiced in the Foreign Office that if Britain did not come out in favor of a Zionist entity in Palestine the Germans would preempt them. Finally, both Lloyd George and Balfour were devout Christians, the 20th century British neo-cons, who attached great religious significance to the proposed reinstatement of the Jews in their ancient homeland.

According to the pro-Zionist accounts, "Lloyd George, Smuts, and Balfour comprise but a sampling of the many Christian Zionists in British circles who were motivated by biblical concerns."[1] A secular historian concludes, "Biblical prophecy was the first and most enduring of the many motives that led Britons to want to restore the Jews to Zion " (David Fromkin, A Peace to End All Peace, p. 298).

The negotiations for a Zionist entity were carried out by Chiam Weizmann, who greatly impressed Balfour and maintained important links with the British media. In support of the Zionist cause, his protracted and skillful negotiations with the Foreign Office were climaxed on November 2, 1917 , by the letter from the foreign secretary to Lord Rothschild, which became known as the Balfour Declaration. This document declared the British government's "sympathy with Zionist aspirations," viewed with favor "the establishment in Palestine of a National Home for the Zionist," and announced an intent to facilitate the achievement of this objective.

Since 1948, USA has acted as the chief Patron of Israel 'through thick and through thin'! USA has provided Israel with massive financial, economic and military aid. In fact the total aid to Israel almost exceeds the total US aid to the rest of the world. Some of the US aid has gone to Israel through the US government but a substantial amount of aid has also gone from USA to Israel through Zionists who are resident in USA . In so far as military aid is concerned some has gone through the 'front door' and some through the 'back door' (the case of Jonathan Pollard who passed on to Israel US nuclear secrets is the most well known). As a consequence Israel became a nuclear and a thermo-nuclear power on par with the nuclear States in the world.

The financial holocaust to come

Coming to the point as to how would Israel pull the rug from under the feet of its pattern in chief: the United States , we observe that the current monetary system uses 'paper' to make 'money'. That is a manifest fraud! Artificial money is quite different from real money.

On July 1 1944 , as part of what became known as the Bretton Woods Agreement, the American government gave its word to the American people and to the world that in exchange for $35 US paper dollars, the American government would hand over an ounce of real gold. That was the promise that gave the American paper dollar its value!! In fact, the vast warehouse of gold stored at Fort Knox came to be acknowledged and accepted as the tangible proof of that promise. The world had to trust ever since, that the US government would not print any more paper money than there was real wealth to redeem the bills. That is the understanding and the promise upon which the value of American paper money has been based.[2]

However, neither the government (the elite), nor the media (the elite) saw fit to make it clear to the American people that the real wealth and value (upon which the American paper money was based), was systematically being removed!

As long as a gold coin is made of gold, it can theoretically be taken to any other country in the world and melted down for the value of the gold it contains. However, while the US government has exercised exclusive control over the minting of coins, they have slowly devalued the currency by minting coins which looked somewhat the same, but which contained less of the precious metal than they were supposed to contain. Now the majority of coins in America have scrap metal value only. The dimes, for example, are no longer made of silver, the quarters are now made of sandwiched alloys. In other words, over time, the real value of coins has

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No.15

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Can Americans Save America from Israel? (I)

Context

any wonder if there would ever be a world Ruling State which will engage in more crimes against humanity than the United States under the influence of Zionists and neo-cons.

The answer is yes. It will be the Greater Israel, which will replace the US as a Ruling State and in the process cross all limits of crimes against humanity that human beings could ever imagine.

The next question that comes to mind is: how will it happen?

The answer is not difficult provided we look at the global, regional and local affairs in a holistic manner in the context of related historical facts.

For example those who could manage to think outside the box of "mainstream" media, came to consider the events of 9/11 a replica of the Reichstage Fire, when the German Parliament Building (the Reichstag) was burnt down on 27 February 1933 with the objective of a crack down against the perceived enemies within the German state.

However, this is not enough. 9/11 was not staged solely for total internal control. The neo-cons dominated administration, however, has taken full advantage of the event towards this end as well.

A deep analysis reveals that the game plan for 9/11 was far deeper and more sinister that the Reichstage Fire. To understand this we will have to go a little deeper in history.

Like the 9/11 terrorist act and the subsequent declaration of war and occupation of two Muslim countries, an act of terrorism in the summer of 1914 in the city of Sarajevo led Austria-Hungary to declare war on Russia.

The terrorist act then was the assassination of the Arch Duke Franz Ferdinand of Austria-Hungary . The perpetrator was a Serb. However, the footprints that were left led to Russia . Whoever planned the assassination wanted Austria-Hungary to declare war on Serbia which was, indirectly, no less than a war on Russia . 9/11 is a much simple, classic replication of this game plan.

Just like real objective of the perpetrators of 9/11, the motives behind the assassination of Franz Ferdinand were difficult for a common man to understand. Apparently the extreme Serb nationalists regarded Franz Ferdinand with fear because he advocated concessions to the South Slav minority on Austro-Hungary.

Like Osama's discontent with the US policies and subsequent declaration of military Jihad against the US, the Black Hand (a Serbian secret society headed by 'Apis', a shadowy figure who was also chief of the Serbian military intelligence) felt the Franz suggested concessions might detract from Serbia's position as a rallying point for South Slav discontent and as the nucleus of a future South Slav state.

Thus, just as the blame of 9/11 was pinned on Al-Qaeda within minutes of the 9/11 attack, the Black Hand became the natural, undisputed culprit. The perpetrators behind Franz assassination knew full well that the crime could not go unchallenged if Austria-Hungary was to continue as a great power. Serbia was the protégé of Russian and no one could rule out Russia 's coming forward in defense of Serbia . Again, this fits well with the plans of the culprits of 9/11. The US reaction was inevitable and with the license it got, more wars and more occupations can be justified. The US occupation of Afghanistan is still considered perfectly legitimate.

So the real objective behind 9/11 was not the collapse of the WTCs and destruction of Pentagon, which simple planes cannot do anyway. The real objective was to initiate the process that would lead to the collapse of the United States and elimination of every power base and any hope of unity in the Muslim world.

Look at this in the light of the events of early 20th century. The real target of Franz's assassination in 1914 was not Russia but the ally of Russia : the Great Britain – the then United States . The Ottoman Islamic State was the other target. It had to be destroyed and Britain had to do the job of destruction during the process of its losing the Ruling State status.

A deeper look reveals that both early 20th and early 21st century circumstances are planned and exploited in such a way that one leads to the creation of Israel and the other to the consolidation of it. In both cases, the world Ruling States have to act in a manner that are self-destructive.

It was obvious that like Austria-Hungar , the attack on the US would not go unchallenged if the US was to continue as a great power. Thus, as a result of its actions against Muslim countries, not only will the Muslim power and hopes of a united approach to world affairs diminish considerably, but will also drain and alienate the US completely in the process. It would thus pave the way for another power to replace it as a Ruling State .

This game plan today is pretty straightforward compared to what was planned in the early 20th century. When Austria-Hungary declared war on Russia , Britain and France promptly entered the war in support of Russia , and Germany responded by entering the war in support of Austria-Hungary.

The way the UK Lost it

The plan behind the event of the assassination of Franz was to weaken the British economy through war ¾ that Britain would eventually lose its status as the Ruling State in the world and would be replaced by another State.

The perpetrators of the act of terrorism were so devilishly cunning that they were able to simultaneously attack the Ottoman's not-so-Islamic state. That State was not Islamic in its true sense but it still constituted a formidable obstacle to the "liberation" of the Holy Land , the return of the Jews to the Holy Land , and the restoration of the State of Israel.

The best possible way of removing that obstacle was war. And so the Ottoman's Empire was forced, by way of skillful internal intrigue, to enter the war in support of Germany . Britain was then eventually used for attacking and destroying not only the Ottoman's not-so-Islamic State, but most importantly, the hopes of reforming and establishing the real Islamic Caliphate.

And so 1916 changed the course of the war and eventually delivered victory to the USA , Britain and the Zionists. Not only was Germany defeated but, more importantly, the Ottoman's empire was effectively dismembered and in its place